کتاب الاربعین

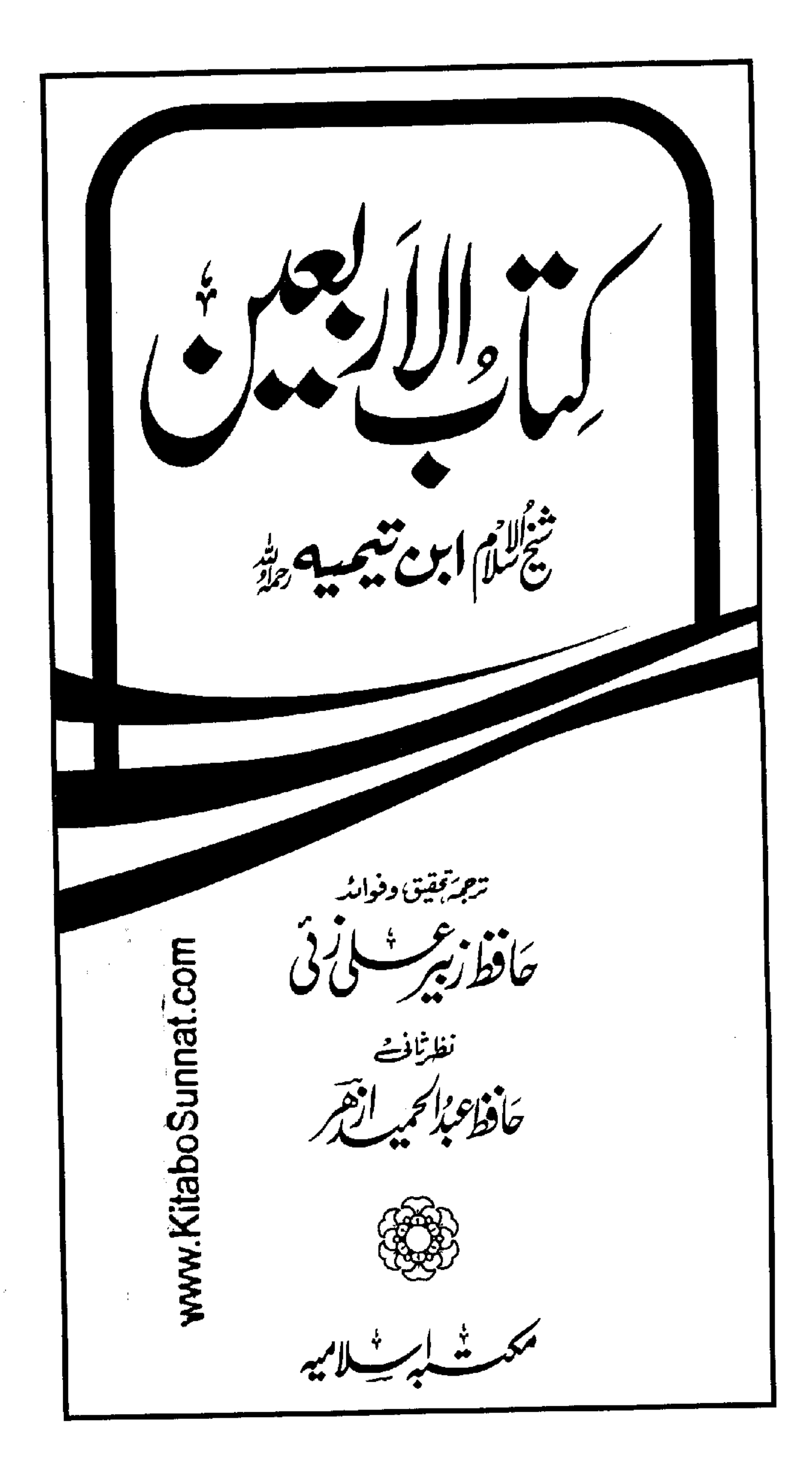
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ، تحقیق و فوائد

حافظ زبیر علی زئی



مکتبہ اسلامیہ


کتاب الاربعین
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ
ترجمہ تحقیق وفوائد
حافظ زبیر علی زئی
نظر ثانی
حافظ عبدالحمید ازہر
www.KitaboSunnat.com
مکتبہ اسلامیہ



ناشر ---------------------------- محمد سرور عاصم

اشاعت ------------------------ دسمبر 2012ء

قیمت ------------------------



بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون: 042-37244973 فیکس: 042-37232369

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون: 041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

مکتبۃ الحدیث حضرو اٹک فون: 057-2310571

فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

الحمدللّٰہ ربّ العالمین والصّلوٰۃ والسّلام علیٰ رسولہ الأمین ،أما بعد:

حدیث اور علمِ حدیث کے تین سنہری ادوار کو بعد والے ہر دور پر فضیلت حاصل ہے:

ا: خیرالقرون کا دور (تقریباً ۳۰۰ھ تک)

۲: زمانۂ تدوینِ حدیث (تقریباً ۶۰۰ھ تک)

۳: زمانۂ شارحینِ حدیث (تقریباً ۹۰۰ھ تک)

ان زمانوں میں حدیث، اسماء الرجال اور اصولِ حدیث وغیرہ کے مجموعے اور عظیم الشان کتابیں تصنیف کی گئیں۔ مثلاً صرف حدیث وروایات میں:

ا: صحیفہ ہمام بن منبہ الصنعانی (م ۱۳۱ھ)

۲: السیرۃ للامام محمد بن اسحاق بن یسار المدنی (م ۱۵۱ھ)

۳: موطأ امام مالک بن انس المدنی (م ۱۷۹ھ)

۴: کتب الامام عبداللہ بن المبارک المروزی (م ۱۸۱ھ)

۵: تصانیف امام شافعی (م ۲۰۴ھ)

۶: مصنف ابن ابی شیبہ (م ۲۳۵ھ)

۷: مسند احمد (م ۲۴۱ھ)

۸: صحیح بخاری (م ۲۵۶ھ)

۹: صحیح مسلم (م ۲۶۱ھ)

۱۰: جامع الترمذی وغیر ذلک (دیکھئے موطأ امام مالک روایۃ ابن القاسم بتحقیقی ص ۵۱۔۵۲)

اسی طرح اسماء الرجال وغیرہ میں بھی بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً:

ا: التاریخ الکبیر والاوسط والصغیر للبخاری
۲: کتاب العلل للامام احمد
۳: تاریخ یحییٰ بن معین
۴: کتب الضعفاء والمجروحین
۵: کتاب الجرح والتعدیل وغیر ذلک

محدثین کرام نے صحاح، سنن، مسانید، جوامع اور اجزاء وغیرہ کے مختلف مجموعے مرتب کئے اور حدیث ورجال کے علم کو مدون کردیا۔

اسی سلسلے میں بہت سے محدثین کرام نے چالیس احادیث کے مجموعے بھی مرتب کئے۔ مثلاً:

ا: امام عبداللہ بن المبارک المروزی (م ۱۸۱ھ) کی کتاب الاربعین
۲: محمد بن اسلم الطوسی (م ۲۴۲ھ) کی کتاب الاربعین
۳: حسن بن سفیان النسوی (م ۳۰۳ھ) کی کتاب الاربعین
۴: محمد بن الحسین الآجری (م ۳۶۰ھ) کی کتاب الاربعین
۵: ابوبکر ابن المقریٔ (م ۳۸۱) کی کتاب کتاب الاربعین
۶: احمد بن الحسین البیہقی صاحب السنن الکبریٰ (م ۴۵۸ھ) کی کتاب الاربعین الصغریٰ
۷: ابواسماعیل الہروی (م ۴۸۱ھ) کی الاربعون فی دلائل التوحید
۸: علامہ نووی (م ۶۷۶ھ) کی کتاب: الاربعون النوویہ
۹: حافظ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) کی کتاب الاربعین
یہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔
۱۰: حافظ ابن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) کی الاربعون المتباینۃ بشرط السماع وغیر ذلک

شیخ الاسلام ابن تیمیہ بیک وقت بہت بڑے علامہ، حافظِ حدیث، مجتہد، مفسر، فقیہ اور اصولی ہونے کے ساتھ بہت بڑے محدث بھی تھے۔ انھوں نے حدیث کا علم عظیم الشان

شیوخِ حدیث سے حاصل کیا، جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں:

۱: احمد بن عبدالدائم المقدسی (م ۶۶۸ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی ۴۹/ ۲۵۴۔۲۵۷

۲: عبدالعزیز بن عبدالمنعم الحارثی (م ۶۷۲ھ) دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۹۷۔۹۸

۳: اسماعیل بن ابراہیم بن ابی الیسر التنوخی (م ۶۷۲ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۸۸۔۹۰

۴: یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن نجم الحنبلی الشیرازی (م ۶۷۲ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۱۱۹۔۱۲۰

۵: مومل بن محمد بن علی البالسی (م ۶۷۷ھ) دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۲۹۲

۶: محمد بن ابی بکر بن محمد بن سلیمان العامری (م ۶۸۲ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۱/ ۱۲۸۔۱۲۹

۷: عبدالرحمٰن بن سلمان بن سعید بن سلمان الحرانی الحنبلی (م ۶۷۰ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام ۴۹/ ۳۰۷

۸: محمد بن عبدالمنعم بن عمر الطائی (م ۶۸۲ھ) دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۱/ ۱۲۳۔۱۲۴

۹: محمد بن بدر بن محمد بن یعیش الجزری (م ۶۷۵ھ) دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۱۹۴

۱۰: قاری ابراہیم بن احمد بن اسماعیل بن فارس التمیمی (م ۶۷۶ھ)

دیکھئے تاریخ الاسلام ۵۰/ ۲۱۱۔۲۱۳ وغیر ذلک

چالیس حدیثوں کے سلسلے میں میری دو کتابیں اس سے پہلے چھپ چکی ہیں:

۱: ہدیۃ المسلمین (نماز کے بارے میں چالیس حدیثیں)

۲: کتاب الاربعین فی الحث علی الجہاد لابن عساکر (فضائلِ جہاد) ترجمہ وتحقیق وفوائد

نیز دیکھئے نماز کے چالیس مسائل بادلائل (تحقیقی مقالات ۴/ ۱۰۷۔۱۳۱)

راقم الحروف نے کتاب الاربعین لابن تیمیہ کے سلسلے میں درج ذیل کام کئے ہیں:

١: سلیس با محاورہ ترجمہ

٢: احادیث کی تخریج و تحقیق

٣: راویانِ حدیث (صحابۂ کرام) کا تعارف

٤: شرح و فوائد

٥: شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا تعارف

٦: فہرس اطراف الآیات والاحادیث والآثار

٧: فہرس اسماء الرجال

٨: اشاریہ

٩: کتاب الاربعین لابن تیمیہ (مطبوع) اور مجموع فتاویٰ کی کتاب کا آپس میں مقارنہ

١٠: بعد میں مخطوطہ مل گیا، جس کے ساتھ تمام احادیث کا ضروری مقارنہ کر دیا اور معمولی اختلاف سے صرفِ نظر کیا۔ (مثلاً راوی کا حدثنا وغیرہ سے پہلے قال وغیرہ کہنا)

حافظ ابن تیمیہ سے اس کتاب کو کئی راویوں نے بیان کیا ہے۔ مثلاً:

١: حافظ ذہبی (م ٧٤٨ھ)

٢: احمد بن عبدالحمید المقدسی

٣: امین الدین محمد بن ابراہیم بن محمد بن احمد الوانی (م ٧٣٥ھ) مخطوطے کے راوی

آخر میں استاذ محترم حافظ عبدالحمید ازہر المدنی، تلمیذ محترم حافظ ندیم ظہیر اور محترم محمد سرور عاصم حفظہم اللہ (مدیر مکتبہ اسلامیہ) کا بے حد شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے اس کتاب کی نظر ثانی اور اشاعت میں ہر ممکن تعاون فرمایا۔ جزاہم اللہ خیراً

مخطوطے کے بعض صفحات کا عکس آخر میں پیش کر دیا ہے۔ (ص ١٧٥۔١٨٢)

حافظ زبیر علی زئی

(٢٠/ ذوالقعدہ ١٤٣٣ھ بمطابق ٧/ اکتوبر ٢٠١٢ء)

حرف اول

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنے عہد کے وہ عظیم محدث، مجتہد، مجاہد، مفتی اور غیور ناقد تھے جنھوں نے موقع کی مناسبت سے باطل مذاہب و مسالک کے ردود بھی لکھے اور فلسفیانہ و منطقیانہ موشگافیوں کی اصل حقیقت بھی واضح فرمائی، نیز عوام کے مسائل ہوں یا علماء کی ذہنی الجھنیں، آپ نے اپنے فتاویٰ کے ذریعے سے ان کا بہترین حل پیش کیا جو آج بھی اس راہ کے راہیوں کے لئے مشعل راہ ہے۔

علامہ ابن عبدالہادی رحمہ اللہ (م ۷۴۴ھ) فرماتے ہیں:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے علماء کی محافل و مجالس میں پرورش پائی۔ آپ علم و فہم کے جام (سے علمی رس) چوسنے والے اور تفقہ کے باغات میں خوشہ چینی کرنے والے تھے، فنون میں سے ہر فن کی تعلیم حاصل کی اور ان پر مکمل عبور پایا، بالخصوص علوم القرآن، علوم الحدیث اور اس کے متعلقات میں اعلیٰ بصیرت پائی۔ (العقود الدریہ ص ۲۱)

شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی ساری زندگی جد و جہد سے عبارت ہے۔

آپ نے اپنے دور میں کتاب و سنت کی ترجمانی، دینِ اسلام کی برتری اور اہلِ حق کی علمبرداری خود پر لازم کر رکھی تھی۔ آپ نے جہاں عقائد باطلہ اور فرق ضالہ کے خلاف قلمی جہاد کیا، وہاں اخلاقیات، عبادات، معاملات اور حقوق و آداب پر بھی کئی کتابیں تحریر کی ہیں۔

انھی میں سے ایک تصنیف لطیف کتاب الاربعین ہے اور یہی کتاب ہمارے زیرِ نظر ہے، جسے استاذ محترم حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ نے اردو قالب میں ڈھال کر اعلیٰ تخریج و تحقیق سے مزین کیا ہے، نیز مختصر و جامع فوائد اس پر طرہ ہیں۔

حافظ زبیر علی زئی حفظہ اللہ دورِ حاضر میں حقیقی علمی درد رکھنے والے ہیں۔

عوام و خواص کے لئے جس موضوع کی ضرورت محسوس کرتے ہیں، اسے بہترین

انداز میں قلم بند کر کے باذوق حضرات کو ذہنی، قلبی اور علمی تسکین پہنچاتے ہیں۔

اے اللہ! استاذ محترم کو حاسدوں کے حسد سے اور شریروں کے شر سے دُور اور اپنے حفظ وامان میں رکھ، انھیں صحت وعافیت والی لمبی زندگی سے نواز اور ان کے علم، عمل ورزق میں برکت فرما۔ (آمین)

حافظ ندیم ظہیر

(۱۳/ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

شیخ الاسلام حافظ ابوالعباس تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا مختصر و جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: تقی الدین ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم الخضر بن محمد بن الخضر بن علی بن عبداللہ ابن تیمیہ الحرانی الشامی رحمہ اللہ

آپ کے والد مفتی شہاب الدین عبدالحلیم رحمہ اللہ بہت بڑے عالم تھے اور دادا شیخ الاسلام مجد الدین ابوالبرکات عبدالسلام رحمہ اللہ (م ۶۵۲ھ) نے بہت سی مفید کتابیں لکھیں مثلاً منتقی الاخبار یعنی المنتقیٰ من احادیث الاحکام وغیرہ۔

ولادت: ۱۰ یا ۱۲/ ربیع الاول ۶۶۱ھ بروز سوموار

اساتذہ: اسماعیل بن ابراہیم ابن ابی الیسر، احمد بن عبدالدائم المقدسی، الکمال ابن عبد، احمد بن ابی الخیر سلامہ بن ابراہیم، المجد محمد بن اسماعیل بن عثمان عرف ابن عساکر، برکات بن ابراہیم بن طاہر الخشوعی، یحییٰ بن منصور الصیرفی، قاسم بن ابی بکر بن قاسم بن غنیمہ الاربلی، ابوالغنائم مسلم بن محمد عرف ابن علان، فخر الدین ابن البخاری، مومل بن محمد البالسی اور احمد بن شیبان وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تلامذہ: حافظ ذہبی، حافظ ابن کثیر، حافظ ابن القیم، حافظ ابن عبدالہادی، ابن الوردی، شمس الدین محمد بن احمد الاباہی اور ابوالعباس احمد بن حسن بن عبداللہ بن محمد بن احمد بن قدامہ المقدسی وغیرہم۔ رحمہم اللہ

تصانیف: آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں، جن میں سے بعض کے نام درج ذیل ہیں:

۱: الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول (ط یعنی مطبوع)

۲: منہاج السنۃ (ط)

۳: درء تعارض العقل والنقل (ط)
۴: الجواب الصحیح لمن بدل دین المسیح (ط)
۵: کتاب الایمان (ط)
۶: کتاب النبوات (ط)
۷: العقیدة الواسطیہ (ط)
۸: اقتضاء الصراط المستقیم (ط)
۹: قاعدة جلیلة فی التوسل والوسیلہ (ط)
۱۰: الاستقامہ (ط)
۱۱: ابطال وحدة الوجود والرد علی القائلین بھا (ط)
۱۲: مسئلة صفات اللہ تعالیٰ وعلوہ علیٰ خلقہ (ط)
۱۳: کتاب الرد علی المنطقیین (ط)
۱۴: السیاسة الشرعیة فی اصلاح الراعی والرعیة (ط)
۱۵: الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان (ط)
۱۶: الکلم الطیب (ط)
۱۷: الرد علی الاخنائی (ط)
۱۸: الرد علی البکری (ط)
۱۹: فتاویٰ (ط)
۲۰: کتاب الاربعین، وغیر ذلک من الکتب المفیدة

کتاب الاربعین: حافظ ابن تیمیہ نے اپنے مختلف اساتذہ سے چالیس حدیثوں کا ایک گلدستہ مکمل اسانید ومتون کے ساتھ پیش کیا ہے جو علیحدہ بھی چھپا ہوا ہے اور فتاویٰ میں بھی مطبوع ہے۔

راقم الحروف نے اس کتاب کی عربی زبان میں مطول تخریج وتحقیق کافی عرصہ پہلی لکھی

تھی اور اب اسے مختصر کر کے مع ترجمہ وفوائد قارئین کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس عمل کو قبول فرمائے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ، استاذ محترم حافظ عبدالحمید از ہر المدنی حفظہ اللہ، راقم الحروف، حافظ ندیم ظہیر اور محترم سرور عاصم حفظہم اللہ کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

فضائل: جمہور محدثین وصحیح العقیدہ علمائے حق نے آپ کی تعریف وتوثیق کی ہے اور آپ کے فضائل بے حد و بے شمار ہیں، بلکہ بہت سے کبار علماء نے آپ کو شیخ الاسلام کے لقب سے ملقب کیا ہے۔ مثلاً:

۱: حافظ ابن تیمیہ (متوفی ۷۲۸ھ) کے شاگرد حافظ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے ابن تیمیہ کے بارے میں لکھا:

"الشيخ الإمام العلامة الحافظ الناقد (الفقيه) المجتهد المفسر البارع شيخ الإسلام علم الزهاد نادرة العصر ... " (تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۴۹۶ ت ۱۱۷۵)

اور لکھا: "الإمام العالم المفسر الفقيه المجتهد الحافظ المحدث شيخ الإسلام نادرة العصر ، ذوالتصانيف الباهرة والذكاء المفرط "

(ذیل تاریخ الاسلام للذہبی ص ۳۲۴)

اور لکھا: "شيخنا الإمام " (معجم الشیوخ ۱/۵۶ ت ۴۰)

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی انھیں امام اور شیخ الاسلام سمجھتے تھے۔

۲: حافظ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے لکھا:

"وفاة شيخ الإسلام أبي العباس تقي الدين أحمد بن تيمية "

(البدایہ والنہایہ ۱۴/۱۴۱ وفیات ۷۲۸ھ)

۳: شیخ علم الدین ابو محمد القاسم بن محمد بن البرزالی الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۹ھ) نے اپنی تاریخ میں کہا: " الشيخ الإمام العالم العلم العلامة الفقيه الحافظ الزاهد العابد المجاهد القدوة شيخ الإسلام " (البدایہ والنہایہ ۱۴/۱۴۱)

نیز دیکھئے العقود والدریہ ص ۲۴۶

۴: حافظ ابن تیمیہ کے شاگرد حافظ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبدالہادی المقدسی الحنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے "العقود الدرية من مناقب شيخ الإسلام أحمد بن تيمية" کے نام سے ایک کتاب لکھی جو ۳۵۳ صفحات پر مطبعۃ المدنی قاہرہ مصر سے مطبوع ہے اور ہمارے پاس موجود ہے۔ والحمد للہ

اس کتاب میں ابن عبدالہادی نے کہا:

"هو الشيخ الإمام الرباني، إمام الأئمة ومفتي الأمة وبحر العلوم، سيد الحفاظ و فارس المعاني و الألفاظ، فريد العصر و قريع الدهر، شيخ الإسلام بركة الأنام وعلامة الزمان و ترجمان القرآن، علم الزهاد و أوحد العباد، قامع المبتدعين و آخر المجتهدين" (العقود الدریہ ص ۳)

۵: حافظ ابوالفتح ابن سید الناس الیعمری المصری رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۴ھ) نے حافظ جمال الدین ابوالحجاج المزی رحمہ اللہ کے تذکرے میں کہا:

" وهو الذي حداني على رؤية الشيخ الإمام شيخ الإسلام تقي الدين أبي العباس أحمد..." (العقود الدریہ ص ۹)

۶: کمال الدین ابوالمعالی محمد بن ابی الحسن الزملکانی (متوفی ۷۲۷ھ) نے حافظ ابن تیمیہ کی کتاب: "بيان الدليل على بطلان التحليل" پر اپنے ہاتھ سے لکھا:

" الشيخ السيد الإمام العالم العلامة الأوحد البارع الحافظ الزاهد الورع القدوة الكامل العارف تقي الدين، شيخ الإسلام مفتي الأنام سيد العلماء، قدوة الأئمة الفضلاء ناصر السنة قامع البدعة حجة الله على العباد في عصره، رادّ أهل الزيغ والعناد، أوحد العلماء العاملين آخر المجتهدين"

(العقود الدریہ ص ۸، الرد الوافر لابن ناصر الدین الدمشقی ص ۱۰۴، واللفظ لہ)

۷: ابوعبداللہ محمد بن الصفی عثمان بن الحریری الانصاری الحنفی (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے

تھے:" إن لم يكن ابن تيمية شيخ الإسلام فمن ؟ "
اگر ابن تیمیہ شیخ الاسلام نہیں تو پھر کون ہے؟ (الرد الوافر لابن ناصر الدین ص ۹۸،۵۶)

۸: ابو عبداللہ محمد بن محمد بن ابی بکر بن ابی العباس احمد بن عبدالدائم المعروف بابن عبدالدائم المقدسی الصالحی (متوفی ۷۷۵ھ) نے حافظ ابن تیمیہ کو شیخ الاسلام کہا۔
دیکھئے الرد الوافر (ص ۶۱)

۹: شمس الدین ابوبکر محمد بن محب الدین ابی محمد عبداللہ بن المحب عبداللہ الصالحی الحنبلی المعروف بابن المحب الصامت نے اپنے ہاتھ سے لکھا:
"شيخنا الإمام الرباني شيخ الإسلام إمام الأعلام بحر العلوم و المعارف "
(الرد الوافر ص ۹۱)

۱۰: حافظ ابن تیمیہ کے مشہور شاگرد حافظ ابن القیم الجوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے اُن کے بارے میں کہا: "شيخ الإسلام " (اعلام الموقعین ج ۲ ص ۲۴۱ طبع دار الجیل بیروت)

ان دس حوالوں کے علاوہ اور بھی بہت سے حوالے ہیں جن میں حافظ ابن تیمیہ کی بیحد تعریف کی گئی ہے یا انھیں شیخ الاسلام کے عظیم الشان لقب سے یاد کیا گیا ہے مثلاً:
حافظ ابن رجب الحنبلی (متوفی ۷۹۵ھ) نے کہا:
" الإمام الفقيه المجتهد المحدث الحافظ المفسر الأصولي الزاهد تقي الدين أبو العباس شيخ الإسلام وعلم الأعلام ... "(الذیل علی طبقات الحنابلة ۲/۳۸۷ ت ۴۹۵)
ابن العماد الحنبلی نے کہا:" شيخ الإسلام ... الحنبلي بل المجتهد المطلق "
(شذرات الذہب ۶/۸۱)

تہذیب الکمال اور تحفۃ الاشراف کے مصنف حافظ ابو الحجاج المزی رحمہ اللہ نے فرمایا:
" ما رأيت مثله، ولا رأى هو مثل نفسه و ما رأيت أحدًا أعلم الكتاب الله وسنة رسوله ولا أتبع لهما منه "میں نے اُن جیسا کوئی نہیں دیکھا اور نہ انھوں نے اپنے جیسا کوئی دیکھا، میں نے کتاب اللہ اور رسول اللہ (ﷺ) کی سنت کا اُن سے بڑا عالم

نہیں دیکھا اور نہ اُن سے زیادہ کتاب وسنت کی اتباع کرنے والا کوئی دیکھا ہے۔

(العقود الدریہ ص ۷ تصنیف الامام ابن عبدالہادی تلمیذ الحافظ المزی رحمہما اللہ)

ان گواہیوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حافظ ابن تیمیہ اہلِ سنت و جماعت کے کبار علماء میں سے تھے اور شیخ الاسلام تھے۔

نیز ملا علی قاری حنفی نے لکھا ہے:

"و من طالع شرح منازل السائرین تبین له أنهما من أكابر أهل السنة والجماعة و من أولياء هذه الأمة."

جس نے منازل السائرین کی شرح کا مطالعہ کیا تو اس پر واضح ہو گیا کہ وہ دونوں (حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن القیم رحمہما اللہ) اہلِ سنت والجماعت کے اکابر میں سے اور اس اُمت کے اولیاء میں سے تھے۔ (جمع الوسائل فی شرح الشمائل ج ۱ ص ۲۰۷)

آپ کے مفصل حالات اور سیرتِ طیبہ کے لئے دیکھئے:

۱: تذکرۃ الحفاظ للذہبی (۴/۱۴۹۶-۱۴۹۸) وتاریخ الاسلام لہ (۵۳/۲۲۳-۲۲۶)

۲: العقود الدریہ لابن عبدالہادی

۳: البدایہ والنہایہ لابن کثیر

۴: القول الجلی لمحمد بن احمد البخاری

۵: الکواکب الدریہ لمرعی بن یوسف

۶: الاعلام العلیہ لعمر بن علی البزار

۷: الرد الوافر لابن ناصر الدین والتبیان لبدیعۃ البیان لہ (۳/۱۴۶۱-۱۴۶۶)

۸: الذیل علیٰ طبقات الحنابلہ لابن رجب (۲/۳۸۷)

۹: فوات الوفیات والذیل علیہا لمحمد بن شاکر الکتبی (۱/۷۴ ت ۳۴)

وقال: "شیخ الاسلام"

۱۰: امام ابن تیمیہ، تصنیف: محمد یوسف کوکن عمری وغیر ذلك

حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کو حافظ ذہبی وغیرہ نے "المجتهد" قرار دیا اور خود حافظ ابن تیمیہ نے فرمایا: "إنما أتناول ما أتناول منها على معرفتي بمذهب أحمد، لا على تقليدي له." میں احمد (بن حنبل) کے مسلک میں سے وہی لیتا ہوں جسے میں (دلائل کی رُو سے) جانتا ہوں، میں آپ کی تقلید نہیں کرتا۔

(اعلام الموقعین لابن القیم ۲/۲۴۱۔۲۴۲)

وفات: ۲۰/ ذوالقعدہ ۷۲۸ھ بمقام قلعہ دمشق بحالت قید۔

یعنی آپ کا جنازہ جیل سے نکلا تھا۔ رحمه الله و أدخله الجنة

مترجم ومحقق کا تعارف

راقم الحروف کا مختصر تعارف وتذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوطاہر وابومعاذ محمد زبیر عرف حافظ زبیر علی زئی بن مجدد خان بن دوست محمد خان بن جہانگیر خان بن امیر خان بن شہباز خان بن کرم خان بن گل محمد خان بن پیر محمد خان بن آزاد خان بن اللہ داد خان بن عمر خان بن خواجہ محمد خان علی زئی افغانی پاکستانی۔ السّلفی الاثری المحمدی من اہل الحدیث یعنی من اہل السنۃ والجماعۃ۔ والحمد للہ

ولادت: ۲۷/ ذوالقعدہ ۱۳۷۶ھ بمطابق ۲۵/ جون ۱۹۵۷ء

بمقام پیرداد (حضرو) ضلع اٹک

تعلیم:

۱: جامعہ محمدیہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ (فارغ التحصیل)

۲: وفاق المدارس السّلفیہ فیصل آباد (فارغ التحصیل)

۳: ایم اے عربی (پنجاب یونیورسٹی)

۴: ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)

اساتذہ: ابومحمد بدیع الدین شاہ راشدی، ابوالقاسم محب اللہ شاہ راشدی، ابوالفضل فیض الرحمٰن ثوری، ابوالرجال اللہ دتہ سوہدروی لاہوری، عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، حافظ عبدالمنان نورپوری وغیرہم۔ رحمہم اللہ اور فضیلۃ الشیخ الاستاذ حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ

ان اساتذہ سے اجازتِ روایت حاصل ہے اور بعض اساتذہ سے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے مثلاً شیخ ابوالرجال رحمہ اللہ، حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ اور شیخ بدیع الدین الراشدی السندھی رحمہ اللہ۔

اردو تصانیف

1- اختصار علوم الحدیث لابن کثیر/ترجمہ وتحقیق (مطبوع)
2- اکاذیب آلِ دیوبند
3- التأسیس فی مسئلۃ التدلیس (تحقیقی مقالات جلد اول)
4- القول الصحیح فیما تواتر فی نزول المسیح (مقالات جلد اول)
5- القول المتین فی الجہر بالتامین (مطبوع) دوبارہ مطبوع
6- الکواکب الدریہ (مسئلہ فاتحہ خلف الامام/مطبوع) دوبارہ مطبوع
7- انوار الطریق فی رد ظلمات فیصل الحلیق (مقالات جلد چہارم)
8- بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم (مطبوع)
9- تحقیق وترجمہ اثبات عذاب القبر للبیہقی
10- تحقیقی، اصلاحی اور علمی مقالات/جلد اول تا جلد پنجم (مطبوع)
11- تخریج احادیث: الرسول کا نک تراہ
12- تخریج وتحقیق وترجمہ جزء رفع الیدین (مطبوع)
13- تخریج ریاض الصالحین
14- تخریج فتاویٰ اسلامیہ
15- تخریج نماز نبوی
16- ترجمہ، تحقیق وفوائد مشکوٰۃ المصابیح/کتاب الایمان
17- ترجمہ شعار اصحاب الحدیث للحاکم الکبیر (تحقیقی مقالات جلد دوم)
18- ترجمہ وتحقیق آثار السنن
19- تسہیل الوصول

20- تعدادِ رکعات قیامِ رمضان کا تحقیقی جائزہ (مطبوع)

21- تلخیص الاحادیث المتواترہ (مخطوط)

22- توضیح الاحکام/ فتاویٰ علمیہ جلد اول، جلد دوم (مطبوع)

23- توفیق الباری فی تطبیق القرآن وصحیح البخاری/ احمد سعید ملتانی کا جواب (مطبوع)

24- جنت کا راستہ (مطبوع)

25- حاجی کے شب وروز، ترجمہ وتحقیق وفوائد (مطبوع)

26- دین میں تقلید کا مسئلہ (مطبوع)

27- سیف الجبار

28- شرح حدیثِ جبریل/ ترجمہ وتحقیق وفوائد (مطبوع)

29- صحیح بخاری پر اعتراضات کا علمی جائزہ (صحیح بخاری کا دفاع) (مطبوع)

30- عبادات میں بدعات اور سنت سے ان کا رد [ترجمہ وتحقیق]

31- عصرِ حاضر کے چند کذابین کا تذکرہ (مخطوط)

32- فضائل درود وسلام/ ترجمہ وتحقیق (مطبوع)

33- ماسٹر امین اوکاڑوی کا تعاقب (مطبوع)

34- ماہنامہ الحدیث حضرو (جون ۲۰۰۴ء سے مسلسل ہر مہینہ شائع ہوتا ہے)
آٹھ جلدیں شائع شدہ ہیں اور نویں (۹) جلد اختتام پذیر ہے۔

35- مختصر صحیح نمازِ نبوی (مطبوع)

36- موطأ امام مالک/ روایۃ ابن القاسم [ترجمہ، تحقیق وفوائد] (مطبوع)

37- نبی کریم ﷺ کے لیل ونہار [ترجمہ وتحقیق کتاب الانوار للبغوی]

38- نصر الباری فی تحقیق وترجمۃ جزء القراءۃ للبخاری (مطبوع)

39- نصر المعبود فی الرد علیٰ سلطان محمود (مطبوع/ تحقیقی مقالات جلد دوم)

40- نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام (مطبوع)

41- نور العینین فی اثبات رفع الیدین (اس کا یہی جدید ایڈیشن معتبر ہے)

42- نور القمرین (اسی کتاب: نور العینین کے آخر میں، بعد از مراجعت مطبوع ہے)

43- نور المصابیح (مطبوع)

44- ہدیۃ المسلمین (مطبوع از مکتبہ اسلامیہ لاہور/فیصل آباد)

45- یمن کا سفر (مقالات جلد دوم)

☆ ترجمہ وتحقیق کتاب الاربعین لابن تیمیہ

☆ اہل حدیث ایک صفاتی نام

☆ ترجمہ وتحقیق کتاب التقبیل والمعانقہ لابن الاعرابی

☆ ترجمہ وتحقیق مسند الحمیدی (نسخہ ظاہریہ)

☆ فضائلِ جہاد لابن عساکر (مطبوع)

عربی تصانیف

٤٦: أضواء المصابيح في تحقيق مشكوة المصابيح (مخطوط)

٤٧: الأسانيد الصحيحة في أخبار الإمام أبي حنيفة (مخطوط)

٤٨: أنوار السبيل في ميزان الجرح والتعديل (مخطوط)

٤٩: أنوار السنن في تخريج و تحقيق آثار السنن (مخطوط)

٥٠: أنوار الصحيفة فى الأحاديث الضعيفة (مطبوع)

٥١: تحفة الأقوياء في تحقيق كتاب الضعفاء (مطبوع)

٥٢: تحقيق و تخريج تفسير ابن كثير (مطبوع)

٥٣: تحقيق مسائل محمد بن عثمان بن أبي شيبة

٥٤: تحقيق و تخريج أحاديث اثبات عذاب القبر للبيهقي (مخطوط)

٥٥: تحقيق و تخريج بلوغ المرام

٥٦: تحقيق و تخريج جزء علي بن محمد الحميري (مطبوع)

٥٧: تحقيق و تخريج سنن الترمذي (مخطوط)

٥٨: تحقيق و تخريج كتاب الأربعين لإبن تيمية (مخطوط)

٥٩: تحقيق و تخريج مسند الحميدي (مخطوط)

٦٠: تحقيق و تخريج مناقب علي والحسين وأمهما فاطمة الزهراء (مخطوط)

٦١: تحقيق و تخريج موطأ إمام مالك/رواية يحيى بن يحيى (مخطوط)

٦٢: تخريج الأنوار في شمائل النبي المختار (مخطوط)

٦٣: تخريج النهاية فى الفتن والملاحم (مطول، مخطوط)

٦٤: تخريج أحاديث منهاج المسلم (مخطوط)

٦٥: تخريج جزء رفع اليدين للبخاري (مخطوط)

٦٦: تخريج شعار أصحاب الحديث لأبي أحمد الحاكم (مخطوط)

٦٧: تخريج كتاب الجهاد لإبن تيمية (مخطوط)

٦٨: تخريج كتاب النهاية في الفتن والملاحم (مختصر، مخطوط)

٦٩: تخريج وتحقيق المعجم الصغير للطبراني (غير كامل)

٧٠: تسهيل الحاجة في تحقيق و تخريج سنن ابن ماجه (مخطوط)

٧١: التقبيل و المعانقة لإبن الأعرابي، تحقيق و تخريج (مخطوط)

٧٢: تلخيص الكامل لإبن عدي (مخطوط)

٧٣: السراج المنير في تخريج تفسير ابن كثير (مفقود)

٧٤: صحيح التفاسير (غير كامل/مخطوط)

٧٥: العقدالتمام في تحقيق السيرة لإبن هشام (مخطوط)

٧٦: عمدة المساعي في تحقيق و تخريج سنن النسائي (مخطوط)

٧٧: الفتح المبين في تحقيق طبقات المدلسين (مطبوع)

٧٨: فضل الإسلام للشيخ محمد بن عبدالوهاب (تخريج، غير مطبوع)

٧٩: في ظلال السنة / الحديث وفقهه (مطبوع في سياحة الأمة/ إسلام آباد)

٨٠: كلام الدارقطني في سننه في أسماء الرجال (مخطوط)

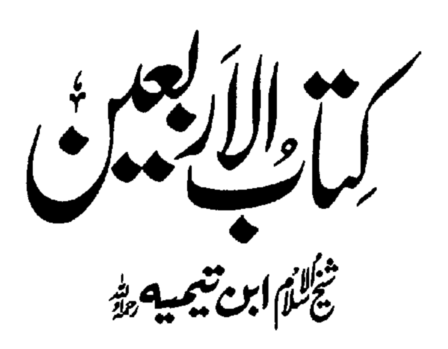
٨١: نيل المقصود في تحقيق و تخريج سنن أبي داود (مخطوط)

٨٢: تخريج وتحقيق حصن المسلم (مطبوع)

وما توفيقي إلا بالله عليه توكلت وإليه أنيب

(١٥/ ستمبر ٢٠١٢ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم



شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ

ترجمہ، تحقیق و فوائد

حافظ زبیر علی زئی

نظر ثانی

حافظ عبدالحمید ازہر

مکتبہ اسلامیہ

بسم الله الرحمن الرحيم

رب أعن

أخبرنا الزين أبو محمدعبدالرحمن بن العماد أبي بكرابن زريق الحنبلي في كتابه إليّ غير مرة :أخبرنا أبو العباس أحمد بن أبي بكر ابن أحمد بن عبدالحميد المقدسي سماعًا في يوم السبت ٢٤ صفر سنة٧٩٧هـ (ح) وكتب إلي الأشياخ الثلاثة: أبو إسحق الحرملي ، و أبو محمدالبقري ، وأبو العباس الرسلاني ، قالوا:أخبرنا الحافظ أبوعبدالله محمد بن أحمد بن عثمان الذهبي اذناًمطلقاً ، قالا : أخبرنا الشيخ الامام العالم العلامة البارع الأوحد القدوة الحافظ ، أبو العباس أحمد بن عبدالحليم بن عبدالسلام ابن تيمية ، قال الذهبي: بقراء تي عليه في جمادى الآخرة سنة٧٢١ هـ قال: الحمدلله نحمده ونستعينه ، نستهديه ونستغفره ، ونعوذبالله من شرور أنفسنا ، ومن سيئات أعمالنا ، من يهده الله فلامضل له ، ومن يضلل فلا هادي له ـ ونشهد أن لا إله إلا اللّه وحده ، لا شريك له ، ونشهد أن محمداً عبده ورسوله ، أرسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون ، وصلى اللّه على محمد وآله وصحبه وسلم تسليماً.

کتاب الاربعین لابن تیمیہ رحمہ اللہ

اَلْحَدِيثُ الْأَوَّلُ (١)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الدَّائِمِ بْنِ نِعْمَةَ بْنِ أَحْمَدَ الْمَقْدِسِيُّ ـ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٧٧ ھ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ عَبْدُ الْمُنْعِمِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ بْنِ سَعْدِ بْنِ كُلَيْبٍ ـ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ بَيَانٍ الرَّزَّازُ ـ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مَخْلَدٍ الْبَزَّازُ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ الصَّفَّارُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ بْنِ يَزِيدَ الْعَبْدِيُّ: حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ السَّبِيعِيِّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ. قَالَ:

خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ، فَأَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ قَالَ: ((اجْعَلُوا حَجَّكُمْ عُمْرَةً.))

قَالَ فَقَالَ النَّاسُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَدْ أَحْرَمْنَا بِالْحَجِّ فَكَيْفَ نَجْعَلُهَا عُمْرَةً؟ قَال فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((انْظُرُوا الَّذِي آمُرُكُمْ بِهِ فَافْعَلُوا.))

قَالَ: فَرَدُّوا عَلَيْهِ الْقَوْلَ، فَغَضِبَ ثُمَّ انْطَلَقَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا غَضْبَانَ، فَرَأَتِ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ فَقَالَتْ: مَنْ أَغْضَبَكَ؟ أَغْضَبَهُ اللَّهُ، قَالَ:

((وَمَالِي لَا أَغْضَبُ وَأَنَا آمُرُ بِالْأَمْرِ وَلَا أُتْبَعُ .))

رواه النسائي و ابن ماجه من حديث أبي بكر بن عياش .

مولده في صفر سنة ٥٧٥ .

و توفي يوم الاثنين ثامن رجب سنة ٦٦٨ .

[حجِ افراد، حجِ تمتع اور رسول اللہ ﷺ کا حکم]

براء بن عازب (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ (حج کے لئے مدینے سے) نکلے تو ہم نے حج کا احرام باندھ لیا، پھر جب ہم مکہ پہنچے تو آپ نے فرمایا: اپنے حج کو عمرہ بنالو۔ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم نے تو حج کا احرام باندھا تھا، اسے عمرہ کیسے بنالیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دیکھو! میں تمھیں جو حکم دیتا ہوں اُس پر عمل کرو۔ لوگوں نے آپ کی بات کو رد کر دیا تو آپ ناراض ہوگئے، پھر ناراضی کی حالات میں عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلے گئے تو انھوں نے آپ کے چہرے پر ناراضی کے آثار دیکھے۔

عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے کہا: آپ کو کس نے ناراض کیا ہے؟ اللہ اس سے ناراض ہو!

آپ نے فرمایا: مَیں کیوں ناراض نہ ہوں؟ مَیں ایک بات کا حکم دیتا ہوں اور میری بات مانی نہیں جاتی۔

اسے نسائی اور ابن ماجہ نے ابوبکر بن عیاش کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج سندہ ضعیف

اسے حسن بن عرفہ نے اپنے جزء (ح ۳۱) میں روایت کیا ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے اپنی سند کے ساتھ حسن بن عرفہ سے بیان کیا ہے۔

نیز امام احمد بن حنبل (۲۸۶/۴) نے اسے ابوبکر بن عیاش سے روایت کیا ہے۔

مزید تفصیل کے لئے دیکھئے سنن ابن ماجہ (۲۹۸۲) اور السنن الکبریٰ للنسائی (۵۶/۶ ح ۱۰۰۱)

اس روایت کی سند تین وجہ سے ضعیف ہے:

۱: ابواسحاق عمرو بن عبداللہ السبیعی ثقہ مدلس ہیں اور یہ روایت عن سے ہے۔

(دیکھئے طبقات المدلسین لابن حجر ۳/۹۱)

۲: ابواسحاق مختلط ہیں اور ابوبکر بن عیاش کا ان سے سماع اختلاط سے پہلے ثابت نہیں۔

(دیکھئے الکواکب النیرات فی معرفۃ من اختلط من الرواۃ الثقات ص ۳۴۱۔۳۵۶)

۳: ابوحاتم الرازی نے فرمایا: "وسماع أبي بكر من أبي إسحاق ليس بذاك القوي" اور ابواسحاق سے ابوبکر (بن عیاش) کا سماع القوی نہیں۔ (علل الحدیث ۱/۳۵ ح ۶۹)

تنبیہ: حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ عام طور پر حدیث کے آخر میں اپنے استاد کی ولادت، وفات یا دونوں بیان کر دیتے ہیں۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوعمارہ براء بن عازب بن حارث بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری الحارثی الاوسی رضی اللہ عنہ

آپ کے والد (سیدنا عازب بن حارث رضی اللہ عنہ) بھی صحابی ہیں۔

آپ کی والدہ کا نام حبیبہ بنت ابی حبیبہ بن حباب بن انس یا ام خالد بنت ثابت بن سنان ہے۔ وہ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے چچا کی بیٹی تھیں۔

تلامذہ: ابوعمر زاذان الکندی، سعید بن المسیب، عامر الشعبی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبید بن براء بن عازب، ابواسحاق السبیعی، یزید بن براء بن عازب اور ابوبردہ بن ابی موسیٰ الاشعری وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

فضائل: آپ غزوۂ بدر کے موقع پر نابالغ ہونے کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اور نہ اُحد

میں شریک تھے، باقی بہت سے غزوات میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ شریک رہے۔

۱: سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر (کافروں کے خلاف) پندرہ غزوات میں حصہ لیا، میں اور عبداللہ بن عمر ہم عمر ہیں۔

(طبقات ابن سعد ۴/ ۳۶۸ وسندہ صحیح)

۲: ابو بسرہ الغفاری (الجہنی رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ براء بن عازب الانصاری (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھارہ سفروں میں شامل تھا، آپ نے زوالِ آفتاب کے بعد ظہر سے پہلے دو رکعتیں کبھی نہیں چھوڑیں۔

(سنن ابی داود: ۱۲۲۲، وسندہ حسن لذاتہ وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی!)

۳: آپ نے رسول اللہ ﷺ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری یعنی ہجرت سے پہلے ہی کئی سورتیں پڑھ (یعنی یاد کر) لی تھیں۔ (دیکھئے طبقات ابن سعد ۴/ ۳۶۸ وسندہ صحیح)

علمی آثار: آپ نے تین سو پانچ (۳۰۵) احادیث بیان کیں، جن میں سے بائیس (۲۲) صحیحین میں (صحیح بخاری میں ۱۵، اور صحیح مسلم میں ۶ کا تفرد اور باقی مشترکہ) ہیں۔

(دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۳/ ۱۹۶)

وفات: آپ ۷۲ یا ۷۱ھ میں اَسی (۸۰) سے زیادہ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي (٢)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْمُسْنَدُ كَمَالُ الدِّينِ أَبُو نَصْرٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ بْنِ الْخَضِرِ بْنِ شِبْلِ بْنِ عَبْدِ الْحَارِثِيُّ ـ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ سَادِسِ شَعْبَانَ سَنَةَ ٦٦٩ بِجَامِعِ دِمَشْقَ: أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْقَاسِمُ بْنُ الْحَافِظِ أَبِي الْقَاسِمِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ ابْنِ هِبَةِ اللَّهِ بْنِ عَسَاكِرَ ـ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي رَبِيعِ الْآخِرِ سَنَةَ ٥٩٦: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضَائِلِ نَاصِرُ بْنُ مَحْمُودِ بْنِ عَلِيٍّ الْقُدْسِيِّ الصَّائِغُ، وَأَبُو الْقَاسِمِ نَصْرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُقَاتِلٍ السُّوسِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِمَا، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ زُهَيْرٍ الْمَالِكِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ شُجَاعٍ الرَّبْعِيِّ الْمَالِكِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ الْقَطَّانُ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ: حَدَّثَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ: حَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنِّي رَأَيْتُ عَمُودَ الْكِتَابِ انْتُزِعَ مِنْ تَحْتِ وِسَادَتِي، فَنَظَرْتُ فَإِذَا هُوَ نُورٌ سَاطِعٌ عُمِدَ بِهِ إِلَى الشَّامِ! أَلَا إِنَّ الْإِيمَانَ- إِذَا وَقَعَتِ الْفِتَنُ- بِالشَّامِ.))**

مولده سنة ٥٨٩. و توفي في شعبان سنة ٦٧٢.

[سرزمینِ شام کی فضیلت]

عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں نے کتاب کا ایک ستون دیکھا جو میرے سرہانے کے نیچے سے نکلا، پھر میں نے دیکھا کہ یہ بلند نور ہے جو شام کی طرف جا رہا ہے۔

سُن لو کہ جب فتنے واقع ہوں گے تو ایمان شام میں ہوگا۔

تحقیق وتخریج حسن

اسے ابن عساکر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبیداللہ القطان سے (تاریخ دمشق ۱۰۲/۱) اور ابو العباس محمد بن یعقوب الاصم نے عباس بن ولید بن مزید سے (جزء الاصم: ۵۱) روایت کیا ہے، نیز حاکم (۵۰۹/۴ ح ۸۵۵۴) بیہقی (دلائل النبوۃ ۶/ ۴۴۸) اور ابونعیم الاصبہانی (حلیۃ الاولیاء ۲۵۲/۵) وغیرہم نے سعید بن عبدالعزیز عن یونس بن میسرہ بن حلبس عن عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی سند سے بیان کیا ہے اور حاکم و ذہبی دونوں نے اسے بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔!

یہ دونوں سندیں (بیہقی اور اصم والی) حسن ہیں۔

راوئ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو محمد عبداللہ بن عمرو بن العاص بن وائل بن ہاشم بن سُعید بن سعد بن سہم بن عمرو بن ھصیص بن کعب بن لوی بن غالب القرشی السہمی المکی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: ابو امامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر الحضرمی، الحسن البصری، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، زر بن حبیش الاسدی، سالم بن ابی الجعد، السائب بن فروخ الشاعر، سعید بن المسیب، شعیب بن محمد بن عبداللہ بن عمرو بن العاص والد عمرو بن شعیب، طاؤس بن کیسان، عامر الشعبی، عبداللہ بن بریدہ الاسلمی، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس، عمرو بن دینار المکی، قاسم بن

محمد بن ابی بکر الصدیق، مجاہد بن جبر، مسروق اور ابو بردہ بن ابی موسیٰ الاشعری وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل: رسول اللہ ﷺ نے آپ کو اپنی حدیثیں لکھنے کی اجازت دی تھی۔

(سنن ابی داود: ۳۶۴۶ وسندہ صحیح، مسند احمد ۱۶۲/۲)

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھ سے زیادہ آپ (ﷺ) سے حدیثیں بیان کرنے والا نہیں سوائے عبداللہ بن عمرو (بن العاص) کے، کیونکہ وہ لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔ (صحیح بخاری: ۱۱۳)

آپ کا لکھا ہوا مجموعہ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے الصحیفہ الصادقہ کے نام سے مشہور ہے۔ (نیز دیکھئے الموطأ، روایۃ ابن القاسم بتحقیقی ص ۴۹۔۵۰)

۳: حنظلہ بن خویلد العنبری (العنزی/ثقہ) سے روایت ہے: میں (سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ) کے پاس تھا کہ (سیدنا) عمار (بن یاسر رضی اللہ عنہ) کے (کٹے ہوئے) سر کے بارے میں دو آدمی جھگڑا کرتے ہوئے آئے، ان دونوں میں سے ہر آدمی یہ کہہ رہا تھا کہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ پھر عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: تم میں سے جو خوش ہونا چاہتا ہے، خوش ہولے (!!) کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((تَقْتُلُهُ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.)) اسے (عمار رضی اللہ عنہ کو) باغی جماعت قتل کرے گی۔

معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے کہا: تُو ہمارے ساتھ (جنگِ صفین میں) کیوں ہے؟

انھوں (عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میرے والد نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے میری شکایت کی تھی تو آپ نے فرمایا تھا: جب تک تمھارا والد زندہ ہو، اس کی اطاعت کرنا اور نافرمانی نہ کرنا۔ پس میں تمھارے ساتھ ہوں اور میں قتل وقتال نہیں کرتا۔

(مسند الامام احمد ۱۶۴/۲۔۱۶۵ ح ۶۵۳۸ وسندہ صحیح)

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرا صفین کے ساتھ کیا تعلق ہے اور مسلمانوں سے قتل وقتال کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے؟ میں تو چاہتا ہوں کہ میں اس سے دس

سال پہلے مرگیا ہوتا۔ اللہ کی قسم! میں نے اس میں نہ تلوار چلائی، نہ نیزہ مارا اور نہ تیر پھینکا۔

(طبقات ابن سعد ۴/۲۶۶ وسندہ صحیح)

علمی آثار: آپ کی روایات کی تعداد سات سو (۷۰۰) ہے اور ان میں سے سات (۷) صحیحین میں ہیں۔

وفات: واقعہ حرہ کے دوران میں، ذوالحجہ ۶۳ھ (رضی اللہ عنہ)

آپ کی وفات کی تاریخ کے بارے میں سخت اختلاف ہے اور راقم الحروف نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ واللہ اعلم

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِث (۳)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ تَقِيُّ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي الْيَسَرِ التَّنُوخِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٦٩: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ بَرَكَاتُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بن طَاهِرٍ الْخُشُوعِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْكَرِيمِ بْنُ حَمْزَةَ بْنِ الْخَضِرِ السُّلَمِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ طَاهِرُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَحْمُودٍ الْمَحْمُودِيُّ الْعَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ مَنْصُورُ بْنُ نَصْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحِيمِ ابْنِ مت ☆ الْكَاغِدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ الْعَطَّارُ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ بُكَيْرِ بْنِ الْحَارِثِ الْعَبْسِيُّ *: حَدَّثَنَا وَكِيعُ بْنُ الْجَرَّاحِ بْنِ مَلِيحٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((يُدْعَى نُوحٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهُ: هَلْ بَلَّغْتَ؟ فَيَقُولُ: نَعَمْ، فَيُدْعَى قَوْمُهُ فَيُقَالُ لَهُمْ: هَلْ بَلَّغَكُمْ؟ فَيَقُولُونَ: مَا أَتَانَا مِنْ نَذِيرٍ وَمَا أَتَانَا مِنْ أَحَدٍ! فَيُقَالُ لِنُوحٍ: مَنْ يَشْهَدُ لَكَ؟ فَيَقُولُ: مُحَمَّدٌ ﷺ وَأُمَّتُهُ.)) فَذَلِكَ قَوْلُهُ: ﴿وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا﴾ (البقرة:١٤٣) قَالَ الْوَسَطُ: الْعَدْلُ.

مولده سنة ٥٨٩. توفي في سفر سنة ٦٧٢.

[قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ اور آپ کی اُمت کی گواہی]

ابوسعید (الخدری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن نوح (علیہ السلام) کو بلایا جائے گا، پھر کہا جائے گا: کیا تم نے (دین) پہنچادیا تھا؟

تو وہ کہیں گے: جی ہاں!

پھر ان کی قوم بلائی جائے گی اور اُن سے پوچھا جائے گا: کیا انھوں (نوح علیہ السلام) نے تم تک (ہمارا پیغام) پہنچا دیا تھا؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا، ہمارے پاس کوئی بھی نہیں آیا تھا۔ پھر نوح (علیہ السلام) سے کہا جائے گا: کیا کوئی ایسا ہے جو تمھارے حق میں گواہی دے؟ تو وہ کہیں گے: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی اُمت۔ پس یہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اور اسی طرح ہم نے تمھیں اُمتِ وسط (یعنی اُمتِ عدل) بنایا ہے۔ (البقرۃ:۱۴۳)

تحقیق وتخریج صحیح

یہ روایت امام وکیع بن الجراح کے جزء عن الاعمش (ح ۲٦) میں موجود ہے اور حافظ ابن تیمیہ نے اسے وہیں سے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

نیز امام بخاری نے ابو اسامہ حدثنا الاعمش حدثنا ابو صالح عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی سند سے اس مفہوم کی روایت بیان کی ہے۔ (صحیح بخاری:۷۳۴۹)

☆ اصل میں ''بنت'' ہے، جس کی اصلاح مخطوطے سے کر دی گئی ہے۔

❊ اصل میں ''القیسی'' ہے۔

شرح وفوائد

۱: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار ومشرکین وغیرہم قیامت کے دن بھی جھوٹ بولیں گے اور قرآن مجید میں آیا ہے کہ مشرکین کہیں گے: ﴿وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ﴾ اور اللہ کی قسم جو ہمارا رب ہے! ہم مشرک نہیں تھے۔ (الانعام:۲۳)

کہا جائے گا: دیکھو! یہ کس طرح اپنے آپ پر جھوٹ بول رہے ہیں۔ الخ

۲: حافظ ابن تیمیہ کی روایت کردہ حدیث صحیح بخاری میں بھی ہے جیسا کہ تحقیق وتخریج میں بیان کر دیا گیا ہے اور اسی حدیث کو ابو معاویہ الضریر نے سلیمان بن مہران الاعمش سے حدثنا کے ساتھ بیان کیا ہے اور اس میں درج ذیل اضافہ بھی ہے:

''فَيُقَالُ: وَ مَا عِلْمُكُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: جَاءَ نَا نَبِيُّنَا فَأَخْبَرَنَا أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا''

پھر (انھیں) کہا جائے گا: اور تمھیں اس کا علم کس طرح ہوا؟ تو وہ کہیں گے: ہمارے پاس ہمارے نبی آئے تو ہمیں بتایا کہ رسولوں نے اپنی قوم تک دین پہنچا دیا تھا۔

(مسند احمد ۳/۵۸ ح ۱۱۵۵۸، وسندہ علیٰ شرط البخاری)

۴: اسماء الرجال اور علمِ حدیث کے بارے میں محدثین کرام کی متفقہ گواہیاں حجت ہیں اور مختلف فیہ راوی کے بارے میں صحیح مسلم کے مقدمے وغیرہ کو مدِنظر رکھتے ہوئے ہمارا یہ مؤقف ہے کہ تطبیق و توفیق نہ ہونے کی صورت میں ہمیشہ جمہور محدثین کو ترجیح دی جائے اور اسی پر ہمارا دل و جان سے عمل ہے۔ والحمد للہ

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام و نسب: ابو سعید سعد بن مالک بن سنان بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر (خُدرہ) بن عوف بن الحارث بن الخزرج الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ

آپ کے والد سیدنا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے اور آپ غزوۂ خندق و بیعت الرضوان میں شامل تھے۔

تلامذہ: ابن عمر رضی اللہ عنہ، جابر رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، عامر بن سعد بن ابی وقاص، ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابو صالح السمان، سعید بن المسیب، عبدالرحمٰن بن ابی سعید الخدری، عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ، عطاء بن یزید اللیثی، عطاء بن یسار، محمد بن علی الباقر اور سعید بن جبیر وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: صحابیِ رسول رضی اللہ عنہ

۲: انصاری

۳: غزوۂ خندق میں شرکت فرمائی۔

۴: بیعت الرضوان میں شریک رہے۔

۵: محدث کبیر وفقیہ مشہور

۶: واقعۂ حرہ میں (جب یزیدی لشکر نے مدینہ طیبہ پر حملہ کیا تو) ایک شامی آپ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔ جب وہ شامی آپ کے پاس غار میں (ارادۂ قتل سے) داخل ہوا تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار پھینک دی اور شہید ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔

(دیکھئے تاریخ خلیفہ بن خیاط ص ۲۳۹ وسندہ صحیح)

لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس شامی کے شر سے بچا لیا۔ ثابت ہوا کہ آپ مسلمانوں کو قتل کرنے کے سخت مخالف تھے۔

۷: ایک دفعہ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے اور (دو رکعتیں) نماز پڑھنے لگے۔ مروان بن الحکم کے فوجیوں نے آپ کو بٹھانے کی کوشش کی مگر آپ نہ مانے اور نماز پڑھ لی، پھر فرمایا: میں ان (دو رکعتوں) کو نہیں چھوڑ سکتا، جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے بارے میں (تاکید کرتے ہوئے) دیکھا بھی ہے۔

(سنن ترمذی: ۵۱۱ وقال: ''حسن صحیح'' وھو حدیث حسن)

ثابت ہوا کہ اتباع سنت میں آپ کسی سے نہیں ڈرتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: مسند بقی بن مخلد میں آپ کی ۱۱۷۰، روایات ہیں اور صحیحین میں ۴۳ حدیثیں ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی تین روایات ہیں: ۷، ۱۱، ۱۹

وفات: آپ کی وفات کے بارے میں مختلف اقوال ہیں: ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۷۴

ان میں راجح ۶۴ھ ہے۔ رضی اللہ عنہ (واللہ اعلم)

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِع (٤)

أَخْبَرَنَا الْفَقِيهُ سَيْفُ الدِّينِ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنِ نَجْمِ ابْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْحَنْبَلِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ عَاشِرِ شَوَّالٍ سَنَةَ ٦٦٩ ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ بْنِ الْقَوَّاسِ ، وَالْمُؤَمَّلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَالِسِيُّ ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْعَامِرِيُّ فِي التَّارِيخِ ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ ، وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ مُحَمَّدٍ الْهَرَوِيُّ ، وَأَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ أَبِي مَنْصُورِ ابْنِ الصَّيْرَفِيِّ ، وَأَبُو الْفَرَجِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلْمَانَ الْبَغْدَادِيُّ ، وَالشَّمْسُ بْنُ الزَّيْنِ ، وَالْكَمَالُ عَبْدُ الرَّحِيمِ ، وَابْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيٍّ ، وَسِتُّ الْعَرَبِ .قَالَ الْأَوَّلُ ، وَابْنُ شَيْبَانَ ، وَزَيْنَبُ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ.وَقَالَ الْبَاقُونَ ، وَابْنُ شَيْبَانَ: أَخْبَرَنَا زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ الْكِنْدِيُّ ، زَادَ ابْنُ الصَّيْرَفِيِّ ، فَقَالَ: وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مَعَالِي بْنِ غُنَيْمَةَ بْنِ منينا۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ ، قَالُوا:أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَحْمَدَ الْبَرْمَكِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَيُّوبَ بْنِ مَاسِيٍّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْكَجِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ الرُّبَيِّعَ بِنْتَ النَّضْرِ عَمَّتَهُ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ سِنَّهَا ، فَعَرَضُوا عَلَيْهِمُ الْأَرْشَ فَأَبَوْا ، فَطَلَبُوا الْعَفْوَ فَأَبَوْا ، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُمُ

بِالْقِصَاصِ، فَجَاءَ أَخُوهَا أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَتُكْسَرُ سِنُّ الرُّبَيِّعِ؟ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا تُكْسَرُ سِنُّهَا، قَالَ: ((يَا أَنَسُ! كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ.)) فَعَفَا الْقَوْمُ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ.))

أخرجه البخاري عن الأنصاري.

مولده سنة ٥٩٢. وتوفي في شوال سنة ٦٧٢.

[انصاف کی عدالت میں سب برابر ہیں]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ اُن کی پھوپھی ربیع بنت النضر (رضی اللہ عنہا) نے ایک لڑکی کو مارا تو اس کا دانت توڑ دیا، پھر انھوں نے لڑکی کے گھر والوں کے سامنے دیت پیش کی تو انھوں نے انکار کر دیا، پھر معافی مانگی تو انھوں نے انکار کر دیا۔ پھر وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور قصاص کا مطالبہ کیا تو آپ نے قصاص کا حکم دے دیا۔ پھر اُن کے بھائی انس بن النضر (رضی اللہ عنہ) آئے تو کہا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا ربیع کا دانت توڑا جائے گا؟ اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، اس کا دانت نہیں توڑا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے۔

پھر انھوں (لڑکی کے گھر والوں) نے معاف کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے بعض ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اگر اللہ کی قسم کھالیں تو اللہ اسے پورا کرتا ہے۔

اسے بخاری نے (صحیح بخاری میں محمد بن عبداللہ) الانصاری سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

یہ حدیث حافظ ابن تیمیہ نے ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم الکجی الکشی کی سند سے روایت کی ہے اور اسے امام طبرانی نے بھی ابو مسلم الکشی سے بیان کیا ہے۔

(المعجم الکبیر ۱/۲۶۴ ح ۷۶۸، ۲۴/۲۶۲ ح ۶۶۴)

ابو مسلم الکشی نے یہ حدیث محمد بن عبداللہ الانصاری سے بیان کی اور امام بخاری نے بھی یہی حدیث محمد بن عبداللہ الانصاری سے حمید الطّویل کے سماع کی تصریح کے ساتھ بیان کی ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۷۰۳)

نیز دیکھئے جزء حدیث محمد بن عبداللہ الانصاری (ح ۲۰، الفوائد لابن مندہ ۱/ ۳۰)

اس حدیث کی دوسری سندیں بھی ہیں۔ مثلاً دیکھئے صحیح مسلم (۱۶۷۵)

شرح و فوائد

۱: دینِ اسلام عدل و انصاف کا دین ہے اور سب لوگ چاہے امیر ہوں یا غریب، آزاد ہوں یا غلام قاضی کی عدالت میں برابر حقوق رکھتے ہیں اور کسی شخص کو قانونی استثناء حاصل نہیں بلکہ ہر شخص پر اقامتِ حجت کے بعد حد جاری ہوگی اور اسی طرح ہر شخص کو اس کا حق دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر محمد (ﷺ) کی بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ (صحیح بخاری: ۳۴۷۳ نیز دیکھئے صحیح مسلم: ۱۶۸۹)

۲: سیدنا انس بن النضر رضی اللہ عنہ مستجاب الدعوات صحابی تھے اور اس حدیث میں ان کی فضیلت بھی ثابت ہے۔

۳: قریبی رشتہ داروں سے محبت اور اُن کا دفاع انسان کی فطرت میں شامل ہے۔

۴: اگر کوئی شخص کسی کا دانت توڑ دے تو اس کے بدلے میں اس کا دانت توڑا جائے گا۔

نیز دیکھئے سورۃ المائدہ: ۴۵

۵: انبیاء اور رسول تو معصوم ہیں، لیکن اُمتیوں میں کوئی شخص کتنا ہی بڑا بزرگ ہو، نیک اور افضل ہو، اس سے غلطی و خطا ہو سکتی ہے، لہٰذا کسی اُمتی کی تقلید صحیح نہیں اور نہ اس کے بارے میں اندھی عقیدت صحیح ہے۔

۶: سیدنا انس بن مالک کے چچا سیدنا انس بن النضر الخزرجی الانصاری رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

راوی حدیث کا تعارف:

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ

سیدنا انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوحمزہ انس بن مالک بن النضر بن ضمضم بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار الانصاری النجاری المدنی رضی اللہ عنہ، نزیل البصرۃ۔

آپ کی والدہ کا نام ام سلیم ملیکہ بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام رضی اللہ عنہا ہے اور سوتیلے والد کا نام سیدنا ابوطلحہ الانصاری زید بن سہل رضی اللہ عنہ ہے۔

ولادت: ہجرت نبویہ سے دس سال پہلے (۳ نبوی)

تلامذہ: اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ، ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، اسماعیل بن عبدالرحمٰن السدی، اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص، انس بن سیرین، برید بن ابی مریم، بکر بن عبداللہ المزنی، ثابت البنانی، ثمامہ بن عبداللہ بن انس بن مالک، حسن بصری، حمید الطّویل، حمید بن ہلال العدوی، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن، ابوالعالیہ رفیع الریاحی، زبیر بن عدی، زید بن اسلم، سعید بن جبیر، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، سلیمان بن طرخان التیمی، سماک بن حرب، عامر الشعبی، ابوقلابہ عبداللہ بن زید الجرمی، عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ، عبدالعزیز بن رفیع، عبدالعزیز بن صہیب، عمرو بن ابی عمرو، قتادہ بن دعامہ، محمد بن سیرین، محمد بن کعب القرظی، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری، محمد بن المنکدر، محمد بن یحییٰ بن حبان، مختار بن فلفل، مکحول شامی، نافع ابوغالب الباہلی، نعیم المجمر، ابومجلز لاحق بن حمید، یحییٰ بن ابی کثیر اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم، رحمہم اللہ اجمعین۔

عورتوں میں سے حفصہ بنت سیرین وغیرہا بھی آپ کی شاگرد تھیں۔ رحمہا اللہ

فضائل:

ا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس سال خدمت کی۔

۲: رسول اللہ ﷺ نے آپ کے بارے میں فرمایا: ((اللّٰھُمَّ أَکْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِیمَا أَعْطَیْتَهُ.)) اے اللہ! اس کا مال اور اولاد زیادہ کردے اور تو نے اسے جو دیا ہے اس میں برکت ڈال دے۔ (صحیح بخاری: ۶۳۳۴، صحیح مسلم: ۲۴۸۰، دارالسلام: ۶۳۷۲)

یہ دعا قبول ہوئی اور سو کے قریب آپ کے بیٹے بیٹیاں، پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھے۔ (دیکھئے صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۶)

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں تین دعائیں مانگیں، جن میں سے دو کا اثر میں نے دنیا میں دیکھ لیا اور تیسری کی آخرت میں امید ہے۔ (صحیح مسلم: ۲۴۸۱، دارالسلام: ۶۳۷۷)

۴: آپ رسول اللہ ﷺ کے رازدان بھی تھے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۸۹، صحیح مسلم: ۲۴۸۲، ترقیم دارالسلام: ۶۳۷۸۔۶۳۷۹)

۵: آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے دنیا اور آخرت کی ہر دعا فرمائی اور انصار میں مجھ سے زیادہ کسی کے پاس مال نہیں۔ (مسند احمد ۳/۱۰۸ ح ۱۲۰۵۳، وھو حدیث صحیح)

حمید الطّویل کی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت بذریعہ ثابت البنانی ہونے یا اپنے سماع کی وجہ سے صحیح ہوتی ہے۔

۶: سیدہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اپنے بیٹے سیدنا انس رضی اللہ عنہ کو "غُلَامٌ لَبِیبٌ" عقل مند لڑکا کہا۔

(تہذیب الکمال ۱/۲۹۲ وھو حدیث صحیح)

۷: ایک روایت سے ثابت ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر میں صغیر السن ہونے کے باوجود موجود تھے اور نبی ﷺ کی خدمت کر رہے تھے۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۱/۲۹۳، سیر اعلام النبلاء ۳/ ۳۹۷۔۳۹۸ وغیرہما)

۸: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے (کسی خاص دور میں) فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ انس (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی نہیں دیکھا۔

(مسند علی بن الجعد: ۱۳۶۶، وسندہ صحیح، طبقات ابن سعد ۷/ ۲۰۔۲۱ وسندہ صحیح)

۹: ایک دفعہ بارش نہیں ہو رہی تھی اور فصلوں کے لئے پانی کی سخت ضرورت تھی، پھر سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے دعا فرمائی تو فوراً بادل آ گیا اور خوب بارش ہوئی۔

(دیکھئے طبقات ابن سعد ۷/۲۱ وسندہ حسن ولہ طریق آخر عندہ ص ۲۱۔۲۲ وسندہ حسن)

اس روایت کو ابو العباس جعفر بن محمد المستغفری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا ہے۔ (دلائل النبوۃ للمستغفری ۲/۶۴۶۔۶۴۷ ح ۴۶۰ وسندہ حسن)

۱۰: سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ (اپنے سوتیلے بیٹے) کے بارے میں فرمایا: ''غُلَامٌ کَیِّسٌ'' عقل مند لڑکا۔ (طبقات ابن سعد ۷/۱۹، وسندہ صحیح)

۱۱: آپ کے انگور سال میں دو دفعہ پھل دیتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۷/۲۰ وسندہ حسن)

آپ کا باغ ایک سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا اور اس (باغ) میں ریحان (کا پودا) تھا، جس سے کستوری جیسی خوشبو آتی تھی۔ (سنن ترمذی: ۳۸۳۳ وقال: ''حسن غریب'' وسندہ صحیح)

۱۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''یَا بُنَيَّ'' اے بیٹے!

(طبقات ابن سعد ۷/۲۰ وسندہ صحیح)

۱۳: سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے (ایک دور میں) فرمایا: اس وقت میرے علاوہ ایسا کوئی شخص زندہ نہیں جس نے دو قبلوں (بیت المقدس اور بیت اللہ) کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی ہو۔

(طبقات ابن سعد ۷/۲۰ وسندہ صحیح)

۱۴: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں ہر رات (خواب میں) اپنے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھتا ہوں۔'' پھر آپ رونے لگے۔ (طبقات ابن سعد ۷/۲۰ وسندہ صحیح)

۱۵: سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: کوئی تیاری نہیں کی، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ((أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ)) تو جن سے محبت کرتا ہے، انھیں کے ساتھ ہوگا۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابو بکر اور عمر (رضی اللہ عنہما) سے محبت

کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میں اپنی محبت کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوں گا، اگرچہ میرے اعمال ان جیسے نہیں ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۶۸۸، صحیح مسلم: ۲۶۳۹)

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے بے شمار فضائل و مناقب ہیں اور ان کے لئے الگ کتاب لکھنے کی ضرورت ہے۔

علمی آثار: آپ نے دو ہزار دو سو چھیاسی (۲۲۸۶) احادیث بیان کیں، جن میں سے ایک سو اسی (۱۸۰) صحیحین میں ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/۴۰۶)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی یا آپ کی طرف منسوب چار روایات ہیں: ۱۶، ۲۶، ۳۱، ۳۷

میدانِ قتال میں: آپ نابالغ ہونے کے باوجود غزوۂ بدر میں شامل ہوئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کی خدمت کرتے رہے۔

اسحاق بن عثمان الکلابی (ثقہ) نے موسیٰ بن انس بن مالک رحمہ اللہ سے پوچھا: انس (رضی اللہ عنہ) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کتنے غزوات میں حصہ لیا؟ تو انھوں نے فرمایا: آٹھ غزوات میں۔

(التاریخ الکبیر للبخاری ۱/ ۳۹۸ ت ۱۲۶۶، وسندہ صحیح)

آپ وفاتِ نبوی کے بعد بھی میدانِ قتال (مثلاً فتح تستر) میں شریک رہے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: ۹۳ھ

بقولِ قاضی محمد بن عبداللہ الانصاری رحمہ اللہ اس وقت آپ کی عمر ایک سو سات (۱۰۷) سال تھی۔ (طبقات ابن سعد ۷/ ۲۵)

امام ابوجعفر محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ نے فرمایا: "رَأَیْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ أَبْرَصَ وَبِهِ وَضَحٌ شَدِیْدٌ..." میں نے دیکھا کہ انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کو برص کی بیماری تھی اور آپ کے جسم پر برص کے شدید سفید داغ تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۹/ ۳۷۶ وسندہ صحیح)

امام عجلی رحمہ اللہ نے فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے صرف دو کو (برص و جذام کی) بیماریاں لگیں: معیقیب کو جذام تھا اور انس بن مالک کو برص کی بیماری تھی۔

(التاریخ المشہور بالثقات: ۱۶۱۳)

صحیح العقیدہ مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے یا کوئی بیماری لگتی ہے تو اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور یہ اس کے لئے کفارہ بن جاتا ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری، کتاب المرضی باب ا ح ۵۶۴۰۔۵۶۴۷)

تنبیہ: بعض گمراہوں کی طرف سے یہ پروپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بددعا کی وجہ سے برص کی بیماری لگی تھی۔ یہ بات بے اصل (لَيْسَ هٰذَا أَصْلٌ) ہے۔ (دیکھئے کتاب المعارف لابن قتیبہ باب البرص ص ۱۳۰ ج ۱، شاملہ)

اَلْحَدِيْثُ الخَامِس (٥)

أَخْبَرَنَا الحَاجُّ الْمُسْنَدُ أَبُو مُحَمَّدٍ أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الْوَاسِعِ الْهَرَوِيُّ فِي رَابِعِ رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ ٦٦٨، وَالْمَذْكُورُونَ بِسَنَدِهِمْ إِلَى الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ:حَدَّثَنِي حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُومًا.**)) قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! أَنْصُرُهُ مَظْلُومًا، فَكَيْفَ أَنْصُرُهُ ظَالِمًا؟ قَالَ: ((**تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَذَاكَ نَصْرُكَ إِيَّاهُ.**))

أخرجه البخاري عن عثمان بن أبي شيبة عن هشيم. وأخرجه الترمذي عن محمدبن حاتم عن الأنصاري ـ كما أخرجناه *و قال: حسن صحيح.

و أخبرنا به الشيخ شمس الدين بن أبي عمر قراءة عليه : أخبرنا أبو اليمن الكندي فذكره.

مولده سنة ٥٩٤. و توفي في رجب سنة ٦٧٣.

[ظلم کی مذمت کا بیان]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اپنے بھائی کی مدد کر، چاہے وہ ظالم ہو یا مظلوم۔

میں نے کہا: یارسول اللہ! مظلوم کی تو میں مدد کروں گا لیکن ظالم کی کس طرح مدد کروں؟ آپ نے فرمایا: تو اسے ظلم سے روک دے تو یہ تیری طرف سے اس کی مدد ہے۔ اس حدیث کو بخاری اور ترمذی نے (بھی) روایت کیا ہے اور ترمذی نے فرمایا: ''حسن صحیح''

تحقیق وتخریج صحیح

یہ روایت ابو مسلم الکجی کی سند سے ہے اور امام طبرانی نے بھی اسے ابو مسلم الکجی سے روایت کیا ہے۔ (المعجم الصغیر ۱/ ۲۰۸)

نیز دیکھئے جزء الانصاری (ح ۷۱، الفوائد لابن مندہ ۱/ ۲۹)

اور امام بخاری نے اسے دوسری سندوں سے حمید الطّویل سے روایت کیا ہے۔

(صحیح بخاری: ۲۴۴۳ وصرح حمید بالسماع، ۲۴۴۴)

حمید کے علاوہ عبید اللہ بن ابی بکر بن انس نے بھی یہی حدیث سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۴۴۳)

اس حدیث کی دوسری سندوں کا ذکر راقم الحروف نے کتاب الاربعین لابن تیمیہ کی مطول تخریج (بزبانِ عربی) میں کیا ہے۔ (مخطوط مصور ص ۱۱۔۱۲)

* مخطوطے میں ''اخرجاہ'' ہے۔

شرح وفوائد

۱: راویٔ حدیث یعنی صحابی اپنی روایت کا مفہوم سب سے زیادہ جانتا ہے اور دیگر تمام تشریحات پر اس راوی کو ہی ترجیح حاصل ہے۔

۲: مظلوم کی مدد کرنا اہلِ ایمان کا شعار ہے، بشرطیکہ استطاعت ہو، ورنہ ظالم سے بغض رکھنا ضروری ہے۔

۳: اگر دورانِ گفتگو میں کوئی بات سمجھ نہ آئے یا کسی شخص کی عبارت پر اشکال ہو، عبارت ذو معنی یا غیر واضح محسوس ہو تو اس سے اس کا مفہوم اور تفصیل پوچھ لینی چاہئے تا کہ کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ ۴: جسے مسئلہ معلوم نہ ہو اسے چاہئے کہ عالم سے یہ مسئلہ پوچھ لے۔

۵: صاحبِ کتاب اپنی عبارت کا مفہوم سب سے زیادہ جانتا ہے۔

۶: ہر مسلمان پر اس کی استطاعت کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ضروری ہے۔ ۷: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ السَّادِس (٦)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْمُسْنَدُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو الْعَبَّاسِ الْمُؤَمَّلُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ مَنْصُورِ بْنِ الْمُؤَمَّلِ الْبَالِسِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٦٩ ، وَالْمَذْكُورُونَ بِسَنَدِهِمْ إِلَى الْأَنْصَارِيِّ ، قَالَ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ التَّيْمِيّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.))

رواه البخاري و مسلم بمعناه من رواية عبد العزيز بن صهيب عن أنس .

مولده سنة ٦٠٢ وقيل ثلاث . و توفي في رجب سنة ٦٧٧ .

[نبی ﷺ پر جھوٹ بولنا بہت بڑا گناہ ہے]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا تو وہ اپنا ٹھکانا (جہنم کی) آگ میں تلاش کرے۔

اس مفہوم کی حدیث کو بخاری اور مسلم نے عبدالعزیز بن صہیب عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

یہ روایت ابو مسلم الکجی کی سند سے ہے اور اسے ابو نعیم الاصبہانی نے بھی اپنی سند کے ساتھ ابو مسلم الکجی سے روایت کیا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء ۳/۳۳ وقال: "حدیث صحیح")

نیز دیکھئے جزء الانصاری (ح ۲، الفوائد لابن مندہ ۱/ ۲۶)

امام احمد بن حنبل نے یہی حدیث "سليمان التيمي قال: سمعت أنسًا" کی سند سے روایت کی ہے۔ (مسند احمد ۳/۱۱۶ ح ۱۲۱۵۴، وسندہ صحیح)

اس کی دوسری صحیح اسانید کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۱۰۸) اور صحیح مسلم (۲) وغیرہما

تنبیہ: بخاری اور مسلم والی روایت عبدالعزیز بن صہیب عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے ہے۔

شرح و فوائد

۱: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا شخص جہنم میں جائے گا۔

۲: حدیث بیان کرنے میں سخت احتیاط کرنی چاہئے اور بے سند، موضوع، باطل، مردود، ضعیف اور غیر ثابت روایات کو بطورِ جزم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہئے، نیز دروس، خطبات، مواعظ اور عوامی بیانات میں ایسی روایات بیان کرنا جائز نہیں، اِلا یہ کہ اُسی وقت ان روایات پر رد کیا جائے۔

۳: اصولِ حدیث کا مسئلہ ہے کہ جس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جان بوجھ کر ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا تو اس کی تمام روایات مردود ہیں اور محدثین کے نزدیک دنیا میں اس کی توبہ کا کوئی اعتبار نہیں۔

۴: محدثین کے اصول پر یہ حدیث متواتر یعنی متواتر لفظی ہے۔

۵: امام طبرانی نے صرف اس حدیث کی بہت سی سندوں کو متون کے ساتھ ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے اور یہ کتاب: "طرق حديث من كذب عليّ متعمدًا" کے نام سے مطبوع ہے۔

۶: محدثین کی متواتر حدیث کی دو قسمیں ہیں:

اول: جسے محدثین متواتر قرار دیں، مثلاً امام بخاری نے فرمایا: سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی، والی حدیث متواتر ہے۔

دوم: اخبارِ آحاد کی وہ روایات جو دس صحابہ کرام یا اس کے قریب جماعت سے باسند صحیح و

حسن لذاتہ ثابت ہیں، مثلاً نماز میں تکبیر تحریمہ، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد تینوں مقامات پر رفع یدین کرنا۔

۷: اصولِ فقہ، علم الکلام اور نخبۃ الفکر والی متواتر روایت کی یہ تعریف بیان کی گئی ہے کہ نبی ﷺ کے بعد ہر طبقے میں ایک جماعت (یا کم از کم دس) سے کم راوی نہ ہوں۔

یعنی مثلاً رسول اللہ ﷺ سے ایک حدیث دس صحابہ کرام نے سنی، ہر صحابی سے دس تابعین نے یہ حدیث سنی، لہٰذا اس طبقے میں سو راوی ہو گئے۔ ہر تابعی سے دس تبع تابعین نے یہ حدیث سنی، لہٰذا اس طبقے میں کل ایک ہزار راوی ہو گئے۔ الخ

اس قسم کی کسی مرفوع روایت کا کوئی وجود میرے علم میں نہیں۔

۸: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح۴

اَلْحَدِيْثُ السَّابِع (٧)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْعَدْلُ رَشِيدُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْعَامِرِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٦٩ ، وَالْمَذْكُورُونَ بِسَنَدِهِمْ إِلَى الْأَنْصَارِيِّ: حَدَّثَنِي التَّيْمِيُّ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ ، قَالَ: عَطَسَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلَانِ فَشَمَّتَ أَوْ فَسَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الْآخَرَ ، أَوْ فَسَمَّتَه وَلَمْ يُسَمِّتِ الْآخَرَ ، فَقِيلَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! عَطَسَ عِنْدَكَ رَجُلَانِ فَشَمَّتَّ أَحَدَهُمَا وَلَمْ تُشَمِّتِ الْآخَرَ؟ أَوْ فَسَمَّتَّهُ وَلَمْ تُسَمِّتِ الْآخَرَ ، فَقَالَ: ((إِنَّ هَذَا حَمِدَ اللَّهَ فَشَمَّتُّهُ، وَإِنَّ هَذَا لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَمْ أُشَمِّتْهُ .))

رواه البخاري عن محمدبن كثير عن سفيان الثوري .ورواه مسلم عن محمدبن عبد الله بن نمير عن حفص بن غياث كلاهما عن التيمي .

توفي في ذى الحجة سنة ٦٨٢.

[چھینک آنے پر الحمدللہ کہنے اور اس کے جواب کا بیان]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں دو آدمیوں نے چھینکیں ماریں تو آپ نے ایک کو یرحمك الله کہا اور دوسرے کو یرحمك الله نہیں کہا۔

پھر کہا گیا: یارسول اللہ! آپ نے ایک کو یرحمك الله کہہ کر دعا دی ہے اور دوسرے کو یہ دعا نہیں دی؟ آپ نے (جواب میں) فرمایا: اس نے (چھینک کے بعد) الحمدللہ کہا تو میں نے یرحمك الله کہا اور دوسرے نے الحمدللہ نہیں کہا تو میں نے بھی یرحمك الله نہیں کہا۔

اسے بخاری اور مسلم نے سلیمان (بن طرخان) التیمی کی سند سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ والی سند صحیح ہے۔

اسے امام بخاری نے "محمد بن كثير حدثنا سفيان حدثنا سليمان" کی سند سے (۶۲۲۱)

اور "شعبة حدثنا سليمان التيمي قال سمعت أنسًا رضي الله عنهٗ" کی سند سے روایت کیا ہے۔ (ح ۶۲۲۴)

نیز امام مسلم نے حفص بن غیاث عن سلیمان التیمی کی سند سے روایت کیا ہے۔

(ح ۲۹۹۱ ترقیم دارالسلام: ۷۴۸۶)

شرح وفوائد

۱: اگر چھینک آجائے تو اس کے فوراً بعد الحمدللہ کہنا مسنون ہے۔

۲: اگر کوئی شخص چھینک کے بعد الحمدللہ کہے تو اس کے جواب میں یرحمك الله کہنا ضروری ہے اور اس کے جواب میں وہ يهديكم الله و يصلح بالكم کہے گا۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۶۲۲۴)

تنبیہ: حالتِ زکام اس سے مستثنیٰ ہے۔

۳: نافع رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن عمر (رضی اللہ عنہ) کے پاس ایک شخص نے چھینک ماری تو کہا: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ. تو ابن عمر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ. لیکن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کہنا نہیں سکھایا، آپ نے تو ہمیں یہ سکھایا ہے کہ ہم ہر حال میں الحمدللہ کہیں۔ (سنن ترمذی: ۲۷۳۸ وقال: غریب، مستدرک الحاکم ۴/ ۲۶۵۔۲۶۶ ح ۷۶۹۱ وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی وسندہ حسن)

۴: سنت پر عمل کرنے میں ہی نجات ہے۔ ۵: ہر وقت اللہ کی یاد میں رہنا چاہئے۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِن (٨)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْعَالِمُ الزَّاهِدُ جَمَالُ * الدِّينِ أَبُو زَكَرِيَّا يَحْيَى بْنُ أَبِي مَنْصُورِ بْنِ أَبِي الْفَتْحِ بْنِ رَافِعِ بْنِ عَلِيٍّ الْحَرَّانِيُّ ابْنُ الصَّيْرَفِيِّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي شَوَّالٍ سَنَةَ ٦٦٨: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ بَرَكَةَ ابْنِ الدَّبِيقِيِّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْحَسَنِ الْقَزَّازُ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي الْحَادِي وَالْعِشْرِينَ * مِنْ جُمَادَى الْأُولَى سَنَةَ ٥٣٤: أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ ابْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْمُسْلِمَة *الْمُعَدَّلُ إِمْلَاءً مِنْ لَفْظِهِ بِاسْتِمْلَاءِ شَيْخِنَا أَبِي بَكْرٍ الْخَطِيبِ فِي صَفَرٍ سَنَةَ ٤٦٣: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْمُسْتَفَاضِ الْفِرْيَابِيُّ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِي سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِي عَامِرٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثَةٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ .))

[منافق کی تین نشانیاں]

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں:

(۱) جب بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

(۲) جب وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرتا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث اپنی سند کے ساتھ امام جعفر بن محمد الفریابی سے روایت کی ہے اور یہ حدیث جعفر بن محمد الفریابی کی کتاب: صفۃ المنافق (ح ۱۷) میں موجود ہے۔

نیز اسے بخاری (۳۳) اور مسلم (۵۹) وغیرہما نے اسماعیل بن جعفر کی سند سے روایت کیا ہے۔

* اصل میں جمال الدین کے بجائے ''کمال الدین''
المسلمۃ کے بجائے ''المسلم'' ہے۔
نیز مخطوطے میں الحادی والعشرین کے بجائے ''حادی عشرین'' ہے۔

شرح وفوائد

۱: منافق کی دو قسمیں ہیں:

اول: منافق اعتقادی

یہ لوگ عنداللہ اور آخرت میں کفار کے حکم میں ہیں اور چونکہ یہ دنیا میں اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں، لہٰذا ان پر دنیاوی زندگی میں مسلمانوں کے احکامات نافذ ہیں۔

دوم: منافق عملی

یہ اگرچہ مسلمان ہیں لیکن فساق وفجار کے حکم میں ہیں۔

۲: اس حدیث میں منافق کی تین بڑی نشانیاں بیان کی گئی ہیں، ورنہ منافق کی اور نشانیاں بھی ہیں۔ مثلاً جب جھگڑا کرتا ہے تو گالیاں دیتا ہے۔

۳: جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی کرنا اور امانت میں خیانت کرنا کبیرہ گناہ ہیں۔

راوئ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مختصر اور جامع تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: سیدنا ابو ہریرہ عبد شمس الدوسی الیمانی رضی اللہ عنہ

آپ کا (پہلا) نام عبد شمس تھا۔ (دیکھئے التاریخ الکبیر للبخاری ۱۳۲/۶، وسندہ حسن)

ایک روایت میں آیا ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اپنے گھر والوں کے لئے بکریاں چرایا کرتا تھا اور میری ایک چھوٹی سی بلی تھی۔ رات کو میں اسے ایک درخت پر چھوڑ دیتا اور دن کو اس کے ساتھ کھیلتا تھا، پھر لوگوں نے میری کنیت ابو ہریرہ مشہور کر دی۔

(سنن ترمذی: ۳۸۴۰ وقال: ''حسن غریب'' طبقات ابن سعد ۳۲۹/۴ وسندہ حسن)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

'' كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدْعُوْنِي أَبَا هِرٍّ وَ يَدْعُوْنِي النَّاسُ أَبَا هُرَيْرَةَ . ''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ابو ہر کہتے تھے اور لوگ مجھے ابو ہریرہ کہتے تھے۔

(المستدرک ۵۷۹/۳ ح ۶۱۴۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ۳۱۳/۶۷ وسندہ حسن)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مواقع پر سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کیا:

'' يَا أَبَا هُرَيْرَةَ ! ... '' (صحیح بخاری: ۹۹، صحیح مسلم: ۳۱، دارالسلام: ۸۲۴ وغیرہما)

ثابت ہوا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو ہریرہ اور ابو ہر دونوں طرح کہا کرتے تھے اور دوسرے لوگ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین) ابو ہریرہ کہتے تھے۔

پیدائش: آپ کی پیدائش ہجرت نبوی سے تقریباً ۲۰ سال پہلے ہوئی۔

قبولِ اسلام: آپ نے ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر والے سال اسلام قبول کیا۔

آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مبارکہ میں تین چار سال رہے۔ رضی اللہ عنہ

تلامذہ: آٹھ سو (۸۰۰) سے زیادہ تابعین

ابو احمد الحاکم الکبیر نے فرمایا: آپ سے آٹھ سو یا (اس سے بھی) زیادہ لوگوں نے روایات بیان کی ہیں۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۶۷/۳۱۱)

آپ کے شاگردوں میں سے بعض صحابہ اور مشہور تابعین کے نام درج ذیل ہیں:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، الحسن البصری، سالم بن عبداللہ بن عمر، سعید بن ابی سعید المقبری، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابو وائل شقیق بن سلمہ، شہر بن حوشب، طاؤس بن کیسان، عامر الشعبی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج، عبیداللہ بن ابی رافع، عروہ بن الزبیر، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، علی بن حسین بن ابی طالب، عمرو بن دینار، قاسم بن محمد بن ابی بکر، مجاہد بن جبر، محمد بن سیرین، محمد بن کعب القرظی، محمد بن المنکدر، نافع مولیٰ ابن عمر، ہمام بن منبہ، ابو ادریس الخولانی، ابو امامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، ابو صالح السمان، ابو العالیہ الریاحی اور ابو عثمان النہدی وغیرہم رحمہم اللہ۔

معاصرین میں سے شیخ عبدالمنعم صالح العلی العزی نے آپ کے ۲۵۷ شاگردوں کے نام مع حوالہ جات لکھے ہیں۔ (دیکھئے دفاع عن ابی ہریرہ ص ۲۷۳ تا ۳۱۲)

حلیہ مبارک: امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ (تابعی) نے فرمایا: آپ کا رنگ سفید تھا، آپ خوش مزاج اور نرم دل تھے۔ آپ سرخ رنگ کا خضاب یعنی مہندی لگاتے تھے۔ آپ کاٹن کا کھردرا پھٹا لباس پہنتے تھے۔ (طبقات ابن سعد ۴/۳۳۳۔۳۳۴ وسندہ صحیح)

فضائل:

۱: نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! اپنے اس بندے (ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) اور اس کی ماں کو مومنین کا محبوب بنادے اور ان کے دل میں مومنین کی محبت ڈال دے۔

(صحیح مسلم: ۲۴۹۱، دارالسلام: ۶۳۹۶)

۲: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس میں رسول اللہ ﷺ سے کئی احادیث سنیں، پھر آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان احادیث میں سے کسی ایک کو بھی کبھی نہ

بھولے۔ (صحیح بخاری: ۲۰۴۷، صحیح مسلم: ۲۴۹۲)

۳: سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ ہم میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس زیادہ رہتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے تھے۔ (سنن ترمذی: ۳۸۳۶ وسندہ صحیح)

۴: ایک دفعہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک حدیث بیان کی تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ابو ہریرہ نے سچ کہا ہے۔ (طبقات ابن سعد ۴/ ۳۳۲ وسندہ صحیح)

۵: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہر رات کے تین حصے مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ، ان کی بیوی اور ان کا بیٹا باری باری نوافل پڑھتے تھے اور اس طریقے سے سارا گھر ساری رات عبادت میں مشغول رہتا تھا۔

(دیکھئے کتاب الزہد للامام احمد: ۹۸۶، کتاب الزہد لابی داود: ۲۹۸ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۳۸۲۔۳۸۳)

۶: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنے دورِ امارت میں بھی خود لکڑیاں اٹھا کر بازار سے گزرا کرتے تھے۔ (کتاب الزہد لابی داود: ۲۹۷ وسندہ صحیح، حلیۃ الاولیاء ۱/ ۳۸۴۔۳۸۵)

۷: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہر اُس شخص کے دشمن تھے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن تھا۔

(طبقات ابن سعد ۴/ ۳۳۵ وسندہ صحیح)

۸: امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: پوری دنیا میں حدیث کے سب سے بڑے حافظ (سیدنا) ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) تھے۔ (تاریخ دمشق لابن عساکر ۷۱/ ۲۵۳ وسندہ صحیح)

۹: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں امام ابو بکر محمد بن اسحاق الامام رحمہ اللہ نے بہترین کلام فرمایا، جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

چار طرح کے آدمی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر جرح کرتے ہیں:

اول: جہمی معطل (جو صفاتِ باری تعالیٰ کا منکر ہے)

دوم: خارجی (تکفیری جو مسلمان حکمرانوں کے خلاف خروج کا قائل ہے)

سوم: قدری (معتزلی جو تقدیر اور احادیث صحیحہ کا منکر ہے)

چہارم: جاہل (جو فقیہ بنا بیٹھا ہے اور بغیر دلیل کے) تقلید کی وجہ سے صحیح احادیث کا مخالف ہے۔(دیکھئے المستدرک للحاکم ۳/۵۱۳ ح ۶۱۷۶ وسندہ صحیح)

۱۰: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ کی قسم کھا کر فرماتے تھے کہ میں بھوک کی شدت کی وجہ سے زمین پر لیٹ جاتا تھا اور بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیتا تھا۔

(صحیح بخاری: ۶۴۵۲)

۱۱: اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا، جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے۔

۱۲: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی نمازِ جنازہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی تھی، جیسا کہ امام نافع کے بیان سے ظاہر ہے۔(دیکھئے التاریخ الصغیر/ الاوسط للبخاری ۱/۱۲۶، وسندہ صحیح)

۱۳: حافظ ذہبی نے فرمایا: " أَبُوْ هُرَيْرَةَ الْإِمَامُ الْفَقِيْهُ الْمُجْتَهِدُ الْحَافِظُ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ... سَيِّدُ الْحُفَّاظِ الْأَثْبَاتِ " (سیر اعلام النبلاء ۲/۵۷۸)

حافظہ: اللہ تعالیٰ نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو (نبی کریم ﷺ کی دعا کی وجہ سے) عظیم حافظہ عطا فرمایا تھا۔ ایک دفعہ مروان بن الحکم الاموی نے ان سے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور اگلے سال کہا: وہ کتاب گم ہوگئی ہے، وہی حدیثیں دوبارہ لکھوا دیں۔

آپ نے وہی حدیثیں دوبارہ لکھوا دیں (بعد میں جب وہ کتاب مل گئی) اور دونوں کتابوں کو آپس میں ملایا گیا تو ایک حرف کا بھی فرق نہیں تھا۔

(المستدرک للحاکم ۳/۵۱۰ وسندہ حسن)

علمی آثار:

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ۵۳۷۴ حدیثیں بیان کیں اور ان کی بیان کردہ احادیث یا آپ کی طرف منسوب احادیث میں سے ۳۸۷۸ مسند احمد میں موجود ہیں۔

۲: آپ کے شاگرد ہمام بن منبہ یمنی رحمہ اللہ نے آپ سے احادیث سن کر ۱۴۰ کے قریب حدیثوں کا ایک مجموعہ (صحیفہ ہمام) مرتب کیا تھا جو کہ سارے کا سارا بالکل صحیح ہے اور شائع شدہ ہے۔

۳: آپ عہدِ صحابہ میں دینی مسائل پر فتوے دیا کرتے تھے اور آپ امیر المؤمنین فی الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ مفتی و مجتہد بھی تھے۔

۴: کتاب الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی یا آپ کی طرف منسوب بارہ (۱۲) روایات ہیں: ۱، ۸، ۹، ۱۰، ۱۲، ۱۸، ۲۴، ۲۷، ۲۸، ۳۴، ۳۵، ۳۶

میدانِ جہاد:

۱: آپ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں حاضر تھے۔

(دیکھئے تاریخ ابی زرعہ الدمشقی: ۲۳۲ وسندہ صحیح)

۲: آپ وادی القریٰ کے قتال، غزوۂ ذات الرقاع، فتح مکہ، غزوۂ حنین، غزوۂ طائف، غزوۂ تبوک اور قتال المرتدین، جنگ یرموک نیز ارمینیہ و جرجان کی جہادی جنگوں میں شریک تھے۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے کتاب: دفاع عن ابی ہریرۃ ص ۴۶۔ ۵۵)

ایک عجیب واقعہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بہت عرصہ بعد ایک نوجوان نے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی گستاخی کی تو بغداد کی جامع مسجد کی چھت سے ایک بڑا سانپ گرا اور اس نوجوان کے پیچھے دوڑنا شروع کیا اور پھر جب اس نے توبہ کی تو سانپ غائب ہوگیا۔ یہ نوجوان اہلِ الرائے میں سے (یعنی حنفی) تھا۔ (دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۳۲ ص ۱۴)

وفات: ۵۸ھ تقریباً

آپ مدینہ طیبہ کے قریب وادئ عقیق میں فوت ہوئے اور آپ کا جسم مبارک مدینہ لایا گیا۔ ولید بن عتبہ بن ابی سفیان نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو بقیع الغرقد (عند العوام: جنت البقیع) میں دفن کیا گیا۔ (دیکھئے الدفاع عن ابی ہریرۃ ص ۱۶۷)

آپ کی سیرت طیبہ اور دفاع پر شیخ عبدالمنعم صالح العلی العزی کی کتاب:
''دِفَاعٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ'' بہت عظیم و بہترین ہے۔ نیز دیکھئے: ''فضائلِ صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح روایات کی روشنی میں''

(۲۸/ دسمبر ۲۰۱۱ء)

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِع (٩)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الفَقِيهُ الإِمَامُ العَالِمُ البَارِعُ جمَالُ الدِّينِ أَبُو الفَرَجِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلْمَانَ* بْنِ سَعِيدِ بْنِ سَلْمَانَ* البَغْدَادِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٦٨: أَخْبَرَنَا أَبُو اليَمَنِ زَيْدُ بْنُ الحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الكِنْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ ☆ المُقْرِي: أَخْبَرَنَا أَبُو الحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ النَّقُّورِ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ العَبَّاسِ المُخَلِّصُ سَنَةَ 390: حَدَّثَنَا يَحْيَى: حَدَّثَنَا يُونُسُ: حَدَّثَنَا أَبُو الأَحْوَصِ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ:

نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعَتَيْنِ وَعَنْ لُبْسَتَيْنِ:

أَنْ يَلْبَسَ الرَّجُلُ الثَّوْبَ الوَاحِدَ وَيَشْتَمِلَ بِهِ وَيَطْرَحَ أَحَدَ جَانِبَيْهِ عَلَى مَنْكِبَيهِ**، وَيَحْتَبِيَ فِي الثَّوْبِ الوَاحِدِ.

وَأَن يَقُولَ: انْبِذْ إِلَيَّ ثَوْبَكَ وَأَنْبِذُ إِلَيْكَ ثَوْبِي مِنْ غَيْرِ أَنْ يُقَلِّبَا.

مولده سنة ٥٨٥ بحران . و توفي في شعبان سنة ٦٧٠ بدمشق.

[خرید وفروخت اور لباس پہننے کے آداب، اندھے سودے کی ممانعت؟]

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دوسَودوں اور دو لباسوں (پہناووں) سے منع فرمایا:

(۱) آدمی ایک کپڑا پہنے اور اس کے ساتھ اشتمال کرے، اس کا ایک کونہ کندھوں پر ڈال لے اور ایک کپڑے میں احتباء کرے۔

(۲) اور یہ کہے کہ اپنا کپڑا میری طرف پھینک دو میں اپنا کپڑا تمھاری طرف پھینکتا ہوں، دونوں میں سے کوئی بھی کپڑے کو الٹ پلٹ کر نہ دیکھئے۔

* اصل میں سلمان کے بجائے ''سلیمان'' ہے، جس کی اصلاح مخطوطے سے کردی گئی ہے۔

☆ مخطوطے میں المقرئ سے پہلے بن کا لفظ موجود نہیں۔

** اصل میں منکبہ کا لفظ ہے، جس کی اصلاح مخطوطے سے کردی گئی ہے۔

تحقیق وتخریج سندہ ضعیف

یہ روایت اشعث بن سلیم ابی الشعثاء کی سند سے ہے اور اسے بخاری نے التاریخ الکبیر (۱/ ۱۹۵ ت ۵۹۸) میں اشعث بن ابی الشعثاء کی سند سے روایت کیا ہے۔ نیز نسائی نے السنن الکبریٰ (۵/ ۴۹۶۔۴۹۷ ح ۹۷۵۰) میں ابوالاحوص سلام بن سلیم عن اشعث بن ابی الشعثاء کی سند سے روایت کیا ہے۔

امام نسائی نے فرمایا: ''**هذا منكر ، محمد بن عمير مجهول**'' یہ حدیث منکر ہے، محمد بن عمیر مجہول ہے۔ (تحفۃ الاشراف ۱۰/ ۳۶۵ ح ۱۴۵۹۷)

حافظ ابن حجر العسقلانی اور حافظ ذہبی دونوں نے محمد بن عمیر المحاربی کے بارے میں فرمایا: ''**مجهول**'' (تقریب التہذیب: ۶۲۰۰، دیوان الضعفاء: ۳۹۱۷)

لہٰذا اس راوی کو حافظ ابن حبان کا کتاب الثقات میں ذکر کرنا غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ راوی مجہول الحال ہے۔

راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

اَلْحَدِيْثُ الْعَاشِر (١٠)

أَخْبَرَنَا شَرَفُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمُنْعِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدَ اللَّهِ بْنِ غُدَيْرِ بْنِ الْقَوَّاسِ الطَّائِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٧٥، وَأَبُو الْحَسَنِ ابْنُ الْبُخَارِيِّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ الْخَضِرُ ابْنُ كَامِلِ بْنِ سَالِمِ السَّرُوجِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَحْمَدَ الْمُقْرِي، وَقَالَ الْفَخْرُ[بْنُ] الْبُخَارِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ الْكِنْدِيُّ أَيْضًا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ السَّمَرْقَنْدِيُّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ النَّقُّورِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَارُونَ ابْنِ أَخِي مِيمِيٍّ الدَّقَّاقُ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِي غَسَّانَ مُحَمَّدِ ابْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ مَرْجَانَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

((مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً أَعْتَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهَا عُضْوًا مِنْهُ مِنَ النَّارِ، حَتَّى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ.))

رواه البخاري عن محمد بن عبد الرحيم عن داود بن رشيد و رواه مسلم عن داود نفسه . و رواه الترمذي عن قتيبة عن الليث عن ابن الهاد عن عمربن علي بن الحسين عن سعيد بن مرجانة.

ولد سنة ٦٠٢. و توفي في ربيع الآخر سنة ٦٨٢.

[غلام آزاد کرنے کی فضیلت]

ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی غلام کو آزاد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر عضو کے بدلے میں اس کے عضو کو (جہنم کی) آگ سے آزاد کر دے گا، حتیٰ کہ شرمگاہ کے بدلے میں (اس کی) شرمگاہ کو آگ سے آزاد کر دے گا۔

اسے بخاری، مسلم اور ترمذی (۱۵۴۱) نے روایت کیا ہے۔

تحقیق و تخریج صحیح

یہ روایت داود بن رشید کی سند سے ہے اور اسے امام بخاری (۶۷۱۵) اور امام مسلم (۱۵۰۹، ترقیم دارالسلام: ۳۷۹۶) نے بھی داود بن رُشید کی سند سے روایت کیا ہے۔ اس حدیث کی دوسری سندوں کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۲۵۱۷) اور صحیح مسلم (۱۵۰۹) وغیرہما۔

شرح و فوائد

۱: آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے روئے زمین پر غلامی کا رواج تھا۔
اسلام نے مسلمانوں کو ایسے راستوں پر چلنے کی ترغیب دی، جس کے ذریعے سے غلاموں کی ایک بہت بڑی تعداد کو آزادی نصیب ہوئی۔

۲: غلام آزاد کرنے میں بہت بڑا ثواب ہے۔
یاد رہے کہ آزاد انسان کو غلام بنا کر بیچنا بہت بڑا گناہ ہے اور ایسے شخص کا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دشمن ہوگا۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۲۲۷، ۲۲۷۰ وسندہ حسن لذاتہ)

۳: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي عَشَر (١١)

أَخْبَرَنَا الْمَشَايِخُ الصُّلَحَاءُ الْمُسْنَدُونَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ بَدْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ يَعِيشَ الجَزَرِيُّ، وَأَبُو العَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ، وَأَبُو الفَضْلِ إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ العَسْقَلَانِيِّ، وَزَيْنَبُ بِنْتُ أَحْمَدَ بْنِ كَامِلٍ- قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ٦٧٥ بِقَاسِيُونَ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ البَغْدَادِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو القَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ القَادِرِ بْنِ يُوسُفَ، وَأَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الوَاحِدِ القَزَّازُ، وَأَبُو الفَتْحِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدٍ[ابن] البَيْضَاوِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ وَأَنَا أَسْمَعُ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ ابْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ المَسْلَمَةِ * المُعَدِّلُ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ابْنِ العَبَّاسِ المُخَلِّصُ: أَخْبَرَنَا أَبُو القَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ العَزِيزِ البَغَوِيُّ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُطِيعٍ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ: قَالَ البَغَوِيُّ: وَحَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ مَالِكٍ: حَدَّثَنَا عَبْدُ العَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ البَغَوِيُّ: وَحَدَّثَنِي جَدِّي: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ، كُلُّهُمْ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ((دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَإِذَا أَنَا بِقَصْرٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقُلْتُ: لِمَنْ هَذَا الْقَصْرُ؟، فَقَالُوا: لِشَابٍّ مِنْ قُرَيْشٍ فَظَنَنْتُ أَنِّي أَنَا هُوَ، فَقُلْتُ: وَمَنْ هُوَ؟ قَالُوا: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ .)) واللفظ لابن مطيع .

توفي في شعبان سنة ٦٧٥.

[سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی فضیلت]

انس (بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں جنت میں داخل ہوا تو سونے کا ایک محل دیکھا۔ میں نے پوچھا: یہ محل کس کے لئے ہے؟
انھوں (فرشتوں) نے مجھے بتایا: یہ قریش کے ایک نوجوان کے لئے ہے۔
میں سمجھا کہ وہ میں ہوں، پھر میں نے پوچھا: وہ شخص کون ہے؟
انھوں نے بتایا: عمر بن خطاب (رضی اللہ عنہ)

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابو طاہر محمد بن عبدالرحمٰن المخلص کی سند سے بیان کی ہے اور یہ حدیث المخلصیات میں موجود ہے۔ (ج۳ص۱۴۳ح۲۱۷۹)
نیز دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر (۴۴/۱۴۵۔۱۴۶) اور المختارۃ (۶/۸۹۔۹۰ ح۲۰۷۰۔۲۰۷۲)
نیز اسے ترمذی (۳۶۸۸ وقال: حسن صحیح) احمد (۳/۱۰۷ ح۱۲۰۴۶) اور ابن حبان (۶۸۴۸) وغیرہم نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی دوسری سندیں اور شواہد بھی موجود ہیں، جن کی تفصیل کتاب الاربعین بتحقیقی (الاصل المخطوط المصور ص ۲۳۔۲۴) میں موجود ہے، لیکن ان شواہد کی یہاں ضرورت نہیں کیونکہ یہ سند بذاتِ خود صحیح ہے۔ والحمدللہ

❊ اصل میں "المسلم" ہے، جس کی اصلاح مخطوطے سے کر دی گئی ہے۔

شرح وفوائد

۱: اس حدیث اور متواتر دلائل سے ثابت ہے کہ سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جنتی ہیں۔
۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں تھے اور نہ ما کان و یکون کا علم غیب جانتے تھے، بلکہ وہی جانتے تھے جو اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعۂ وحی بتا دیتا تھا۔
۳: یہ واقعہ خواب کا ہے اور انبیاء ورسل کے خواب سچے ہوتے ہیں۔

۴: جس چیز کے بارے میں علم نہ ہو، اس کے بارے میں سوال پوچھنا تقلید نہیں۔

۵: جس شخص کو کسی چیز کے بارے میں علم نہیں، اسے چاہئے کہ اُس چیز کے بارے میں اس شخص سے پوچھ لے جسے اس کا علم ہے۔

۶: یہ ضروری نہیں کہ ہر عالم کو ہر چیز کا ہر وقت علم ہو۔

۷: اللہ تعالیٰ نے پہلے سے ہی جنت کو پیدا کر کے اپنے بندوں کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

۸: یہ کہنا کہ جنت ابھی تک پیدا نہیں ہوئی، اس حدیث کے خلاف ہے اور ایسا قول اہلِ سنت کا نہیں بلکہ اہلِ بدعت کا ہے۔

۹: آخرت میں اہل ایمان کے لئے طرح طرح کی قائم ودائم نعمتوں کے ساتھ سونے چاندی اور ہیرے جواہرات کے محلات بھی ہوں گے۔ ان شاء اللہ

۱۰: جو لوگ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو برا کہتے یا سمجھتے ہیں، وہ لوگ گمراہ اور سخت بدعتی ہیں۔

۱۱: جنتی اگرچہ دنیا میں بوڑھے ہو کر بھی فوت ہوئے، لیکن جنت میں سب نوجوان ہو کر داخل ہوں گے۔

۱۲: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح۴

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي عَشَر (۱۲)

أَخْبَرَنَا الفَقِيهُ الإِمَامُ العَالِمُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ ابْنِ أَبِي الفَرَجِ بْنِ أَبِي طَاهِرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ نَصْرٍ عُرِفَ بِابْنِ السَّدِيدِ الأَنْصَارِيُّ الحَنَفِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي رَجَبٍ سَنَةَ ٦٧٥: أَخْبَرَنَا أَبُو اليَمَنِ زَيْدُ بْنُ الحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الكِنْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ، وَأَخْبَرَتْنَا زَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيٍّ، قَالَتْ: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ طَبَرْزَدَ، قَالَا: أَخْبَرَنَا القَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ البَاقِي بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ* الأَنْصَارِيِّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عِيسَى البَاقِلَّانِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ ابْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ القَطِيعِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوسَى القُرَشِيُّ: حَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ عُمَارَةَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((الصَّائِمُ بِالْخِيَارِ مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ نِصْفِ النَّهَارِ.))

توفي في جمادى الأولى سنة ٦٧٧ وله ثلاث و سبعون سنة.

[نفلی روزے میں اختیار اور اس کے وقت کا بیان]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(نفلی) روزے دار کو دو پہر تک (روزہ افطار کرنے یا مکمل کرنے کا) اختیار ہے۔

تحقیق وتخریج سندہ ضعیف جداً

حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان القطیعی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۸ھ) کی سند سے بیان کی ہے اور ابوبکر القطیعی کی کتاب: جزء الألف دینار (ح ۲۷۸

ص۴۲۲) میں یہ روایت موجود ہے۔

اس روایت کی سند دو وجہ سے سخت ضعیف و مردود ہے:

۱: محمد بن یونس الکدیمی کذاب و متروک اور جمہور محدثین کے نزدیک مجروح راوی ہے، لیکن اصل روایت میں اس کا تفرد نہیں بلکہ دیگر ضعیف سندیں بھی ہیں۔

۲: عون بن عمارہ ضعیف ہے۔

اس روایت کی دوسری ضعیف و مردود سندیں السنن الکبریٰ للبیہقی (۴/ ۲۷۷۔۲۷۸) وغیرہ کتابوں میں موجود ہیں، جن کی تفصیل کتاب الاربعین کی مفصل عربی تخریج میں ضبطِ قلم کردی گئی ہے۔ (ص۲۵۔۲۶)

۳: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح۴

* مخطوطے میں ابن کا لفظ موجود نہیں۔

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِثَ عَشَر (١٣)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْمُقْرِيُّ الرَّئِيسُ الْفَاضِلُ كَمَالُ الدِّينِ أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ فَارِسٍ التَّمِيمِيُّ السَّعْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ ٦٧٤: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْكِنْدِيُّ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي الْأَنْصَارِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ حَسْنُونِ النَّرْسِيُّ سَنَةَ ٤٥٥: أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْمُخَلِّصُ: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ يُونُسَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الْأَدَمِيُّ، وَابْنُ الْبَزَّارِ، وَهَارُونُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ، قَالُوا: حَدَّثَنَا مَعْنٌ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ، عَنْ بَحِيرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**الْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ، وَالْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ.**))

أخبرناه * عاليًا بدرجة و يوافقه أحمد بن عبد الدائم: أخبرنا ابن كليب: أخبرنا ابن بيان: حدثنا ابن مخلد: أخبرنا الصفار: حدثنا ابن عرفة: حدثنا إسماعيل بن عياش عن بحير فذكره.

مولده سنة ٥٩٦. و توفي في صفر سنة ٦٧٦.

[قرآن مجید کی تلاوت آہستہ اور اونچی آواز میں کرنے کا بیان]

عقبہ بن عامر الجہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قرآن کو سراً

(خفیہ) پڑھنے والا اس طرح ہے جیسے خفیہ صدقہ دینے والا اور قرآن کو جہراً (علانیہ) پڑھنے والا اس طرح ہے جیسے علانیہ صدقہ کرنے والا۔

تحقیق وتخریج حسن

یہ روایت معاویہ بن صالح کی سند سے سنن نسائی (۲۵۶۲) مسند احمد (۱۵۱/۴ ح۱۷۳۶۸، وسندہ حسن) اور صحیح ابن حبان (الاحسان:۷۳۱، الموارد:۶۵۸، ۱۷۹۱) وغیرہ میں موجود ہے۔

اسماعیل بن عیاش والی روایت جزء الحسن بن عرفۃ (۸۴) سنن ترمذی (۲۹۱۹ وقال: حسن غریب) اور سنن ابی داود (۱۳۳۳) وغیرہ میں موجود ہے۔

* اصل میں اخبرنا ہے، جبکہ مخطوطے میں اخبرناہ ہے۔

شرح وفوائد

۱: اگر کوئی شرعی عذر وسبب نہ ہو تو قرآن مجید سراً پڑھنا افضل ہے۔

۲: انسان کے تمام اعمال صالحہ خالصتاً صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہونے چاہئیں اور ہر وقت ریا، دکھاوے سے بچنا چاہیے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابوحماد عقبہ بن عامر بن عبس بن عمرو بن عدی بن عمرو بن رفاعہ بن مودوعہ بن عدی بن غنم بن ربعہ بن رشدان بن قیس بن جہینہ الجہنی رضی اللہ عنہ

آپ کی کنیت میں بہت اختلاف ہے: ابوسعاد، ابوعامر، ابوعمرو، ابوعبس، ابواسد، ابوالاسود

تلامذہ: اسلم ابوعمران التجیبی، جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ، جبیر بن نفیر الحضرمی، حسن بصری، ربعی بن حراش، سعید المقبری، ابوامامہ صُدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن

عباس رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن شماسہ المہری، عکرمہ مولیٰ ابن عباس، قاسم ابوعبدالرحمٰن، قیس بن ابی حازم، کثیر بن مرہ الحضرمی، ابو الخیر مرثد بن عبداللہ الیزنی، مشرح بن ہاعان المعافری، ابوادریس الخولانی اور ابوسعید المقبری وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: صحابی رضی اللہ عنہ

۲: مجاہد

۳: محدث

۴: **"الإمام المقرئ...وكان عالمًا مقرئًا فصيحًا فقيهًا فرضيًّا شاعرًا كبير الشان ."**

امام مقرئی.....آپ عالم، قاری، فصیح البیان، فقیہ، علمِ میراث کے ماہر، شاعر (اور) بڑی شان والے تھے۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۴۶۷)

۵: آپ فتح مصر میں حاضر تھے۔

۶: آپ اصحابِ صفہ میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: مسند بقی بن مخلد میں آپ کی پچپن (۵۵) احادیث ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی دو روایتیں ہیں: ۲۲، ۲۹

وفات: ۵۸ھ آپ کی قبر مقطم (مصر) میں ہے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِع عَشَر (١٤)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ الْمُسْنَدُ زَيْنُ الدِّينِ أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي الْخَيْرِ سَلَامَةُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَلَامَةَ بْنِ الْحَدَّادِ الدِّمَشْقِيُّ۔ بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَبِيعِ الْأَوَّلِ سَنَةَ ٦٧٥ ، قُلْتُ لَهُ: أَخْبَرَكَ أَبُو سَعِيدٍ خَلِيلُ بْنُ أَبِي الرَّجَاءِ بْنِ أَبِي فَتْحِ الرَّارَانِيُّ إِجَازَةً۔ وَقُرِئَ عَلَى وَالِدِي وَأَنَا أَسْمَعُ بِحَرَّانَ سَنَةَ ٦٦٦: أَخْبَرَكَ يُوسُفُ بْنُ خَلِيلٍ: أَخْبَرَنَا الرَّارَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْحَدَّادُ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ بْنِ خَلَّادٍ: حَدَّثَنَا الْحَارِثُ ابْنُ أَبِي أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بَكْرٍ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَبْلًا مَمْدُودًا بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ، قَالَ: ((مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟)) قَالُوا: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! فُلَانَةُ تُصَلِّي مَا عَقَلَتْ، فَإِذَا غُلِبَتْ أَخَذَتْ بِهِ.

قَالَ: ((فَلْتُصَلِّ مَا عَقَلَتْ، فَإِذَا غُلِبَتْ فَلْتَنَمْ.))

مولده في ربيع الأول سنة ٦٠٩.

و توفي في يوم عاشوراء سنة ٦٧٨.

[قیام اللیل میں میانہ روی کا بیان اور نفلی عبادات میں غلو کی ممانعت]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے دو ستونوں کے درمیان ایک لمبی رسی بندھی ہوئی دیکھی، آپ نے فرمایا: یہ رسی کس لئے ہے؟ لوگوں نے کہا:

یارسول اللہ! فلاں عورت جب عقلی طور پر ہشاش بشاش ہوتی ہے تو (نماز) پڑھتی رہتی ہے، پھر جب اس پر (نیند کا) غلبہ ہوتا ہے تو اس رسی کو تھام لیتی ہے۔

آپ نے فرمایا: جب تک وہ عقلی طور پر ہشاش بشاش ہو تو نماز پڑھتی رہے، پھر جب اس پر (نیند کا) غلبہ ہو تو سو جائے۔

تحقیق وتخریج صحیح

اسے امام احمد بن حنبل (المسند ۳/۲۰۴ ح ۱۳۱۲۱) ابن حبان (الاحسان: ۲۴۸۴، ۲۵۷۸) اور حاکم (المستدرک ۴/ ۶۱ ح ۶۹۰۵ ب) وغیرہم نے حمید الطویل کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔

نیز اسے بخاری (۱۱۵۰) اور مسلم (۷۸۴) وغیرہما نے عبدالعزیز بن صہیب عن انس رضی اللہ عنہ کی سند سے اس مفہوم کے ساتھ روایت کیا ہے۔

شرح وفوائد

۱: ایک حدیث میں آیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو دیکھا کہ (مسجد کے) دو ستونوں کے درمیان ایک رسی بندھی ہوئی ہے۔ آپ نے پوچھا: یہ رسی کس لئے ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ رسی زینب (رضی اللہ عنہا) کے لئے ہے، وہ جب (نماز پڑھتے ہوئے) تھک جاتی ہیں تو اس سے سہارا لیتی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اس رسی کو کھول دو، جب آدمی کی طبیعت بہتر ہو تو (نفل) نماز پڑھے اور اگر تھک جائے تو بیٹھ جائے۔ (صحیح بخاری: ۱۱۵۰، صحیح مسلم: ۷۸۴ دارالسلام: ۱۸۳۱، صحیح ابن خزیمہ: ۱۱۸۰، صحیح ابن حبان: ۲۴۸۳ نسخہ جدیدہ: ۲۴۹۲، صحیح ابی عوانہ ۲/ ۲۹۷۔۲۹۸ ح ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، مستخرج ابی نعیم الاصبہانی ۲/ ۳۷۵ ح ۱۷۸۰، شرح السنۃ للبغوی ۴/ ۵۹ ح ۹۴۲ وقال: ھذا حدیث متفق علی صحتہ)

ثابت ہوا ہے کہ مذکورہ صحابیہ کا نام زینب (ام المومنین) رضی اللہ عنہا ہے۔

۲: اس صحیح متفق علیہ حدیث کے مقابلے میں ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ "ابتداء میں حضور اقدسؐ رات کو جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو اپنے آپ کو رسی سے باندھ لیا کرتے کہ نیند کے غلبہ سے گر نہ جائیں۔ اس پر طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ نازل ہوئی..."

(تبلیغی نصاب ص ۳۸۹، فضائل اعمال ص ۳۶۰، فضائل نماز ص ۸۲، تاریخ دمشق لابن عساکر ۴/ ۹۹۔۱۰۰، دوسرا نسخہ ۴/ ۱۴۳)

اس روایت کی سند میں عبدالوہاب بن مجاہد سخت مجروح راوی ہے۔

(مثلاً دیکھئے نصب الرایہ ۲/ ۲۵۳)

حافظ ابن حجر نے فرمایا: "متروك و قد كذبه الثوري" وہ متروک راوی ہے اور اسے (سفیان) ثوری نے کذاب کہا تھا۔ (تقریب التہذیب: ۴۲۶۳)

معلوم ہوا کہ یہ روایت باطل و مردود ہے۔

۳: رسول اللہ ﷺ عالم الغیب نہیں اور نہ آپ جمیع ما کان و ما یکون کا علم غیب جانتے تھے۔

۴: بڑے سے بڑے اُمتی عالم کو اجتہادی خطا لگ سکتی ہے، لہٰذا کسی اُمتی کی تقلید جائز نہیں بلکہ ہر وقت کتاب و سنت علیٰ فہم السلف الصالحین اور اجماع کی اتباع میں مشغول و تیار رہنا چاہئے۔

۵: کتاب و سنت اور اجماعِ اُمت کے ثبوت کے بغیر ہر دینی عمل مردود ہے، مثلاً صوفی نماز مبتدعین کی خود ساختہ ریاضتیں، بے دلیل اعمال اور خانہ ساز اذکار و اَوراد باطل و مردود ہیں۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِس عَشَر (١٥)

أَخْبَرَنَا العَدَلُ المُسْنَدُ أَمِينُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ القَاسِمُ بْنُ أَبِى بَكْرِ بْنِ قَاسِمِ بْنِ غُنَيْمَةَ الإِرْبِلِىُّ ، وَأَبُو بَكْرِ ابْنُ عُمَرَ بْنِ يُونُسَ المِزِّىُّ الحَنَفِىُّ ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ العَامِرِىُّ-قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٧٧ ، قَالَ الأَوَّلُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الحَسَنِ المُؤَيَّدُ[بن محمد بن علي الطوسي قراء ةعليه وأنا أسمع: أخبرناأبو عبدالله مُحَمَّدِ بْنِ الفَضْلِ بْنِ أَحْمَدَ الفَرَاوِىّ] * وَقَالَ الآخَرَانِ: أَخْبَرَنَا أَبُو القَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ ابْنُ الحَرَسْتَانِىُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا الفَرَاوِىُّ إِجَازَةً: أَخْبَرَنَا أَبُو الحُسَيْنِ عَبْدُ الغَافِرِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الغَافِرِ الفَارِسِىُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيسَى بْنِ عَمْرَوَيْهِ الجُلُودِىُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُفْيَانَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ الحَجَّاجِ القُشَيْرِىُّ: حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ ، وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِىُّ ، وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ ، كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ.قَالَ خَلَفٌ:حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ: حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ ، قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((أَمَا يَخْشَى الَّذِى يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللَّهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ؟!))

ولد الإربلي في سنة ٥٩٥ أو قبلها بإربل . و توفي في جمادى الأولى سنة ٦٨٠ . و ولد المزي سنة ٥٩٣ .

و توفي في شعبان سنة ٦٨٠ .

[رکوع وسجود میں امام سے سبقت لے جانا منع ہے]

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ محمد (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص امام سے پہلے سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے؟

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث اپنی سند کے ساتھ امام مسلم بن الحجاج القشیری رحمہ اللہ سے روایت کی ہے اور یہ حدیث امام مسلم کی کتاب صحیح مسلم (ح ۴۲۷، دارالسلام: ۹۶۳) میں موجود ہے۔ والحمد للہ

نیز اسے بخاری (۶۹۱) نے محمد بن زیاد الجمحی المدنی رحمہ اللہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

* من المخطوطة

شرح وفوائد

۱: نماز میں امام سے پہلے سر اٹھانا حرام ہے، چاہے رکوع سے سر اٹھایا جائے یا سجدے سے سر اٹھایا جائے، نیز دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ امام سے پہلے نہ رکوع کرنا چاہئے اور نہ سجدہ کرنا چاہئے، نہ تکبیر کہنی چاہئے اور نہ سلام پھیرنا چاہئے بلکہ یہ تمام امور امام کے بعد ہیں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے موقوفاً ثابت ہے کہ امام سے پہلے سورۂ فاتحہ پڑھ لینی چاہئے۔
(جزء القراءۃ: ۱۵۴، ۱۸۱، وسندہ صحیح، آثار السنن: ۳۵۸ وقال النیموی: واسنادہ حسن)

اس اثر سے معلوم ہوا کہ قراءت، اذکار وادعیہ اور التحیات ودرود میں امام سے سبقت کرنا جائز ہے۔

۲: اس حدیث میں ظاہری مراد تو یہی ہے کہ اس شخص کا سر مسخ کر کے گدھے کا سر بنا دیا جائے اور یہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ یہ مجاز ہو اور اللہ تعالیٰ اس شخص کو انتہائی بے وقوف اور جاہل بنا دے۔ واللہ اعلم

۳: بعض لوگوں میں ایک قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص کا سر گدھے کا بنا دیا گیا تھا اور وہ اپنے سر کو کپڑے میں چھپائے رکھتا تھا۔

اس قصے کی کوئی صحیح اصل معلوم نہیں، بلکہ صرف افواہ ہی معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

۴: اس حدیث سے بھی یہ ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی اُمت پر انتہائی مہربان تھے، کیونکہ آپ نے نیکی اور فائدے کی تمام باتیں بتا دیں اور تمام غلط کاموں اور ممنوعات سے منع فرما دیا۔

۵: اتباعِ رسول سے انحراف کی صورت میں آخرت کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی سزا مل سکتی ہے۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

اَلْحَدِيْثُ السَّادِس عَشَر (١٦)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْعَالِمُ قَاضِي الْقُضَاةِ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَطَاءِ بْنِ حَسَنٍ الْحَنَفِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٦٧ ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ عَلَّانٍ ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ شَيْبَانَ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ حَنْبَلُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْفَرَجِ الرَّصَافِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْحُصَيْنِ الشَّيْبَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُذْهِبِ التَّمِيمِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْإِمَامِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ الشَّيْبَانِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: حَدَّثَنِي أَبِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ ، سَمِعْتُ [ابْنَ]* عُمَرَ ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((مَنِ اقْتَنَى كَلْبًا إِلَّا كَلْبَ مَاشِيَةٍ أَوْ كَلْبَ قَنْصٍ، نَقُصَ مِنْ أَجْرِهِ كُلَّ يَوْمٍ قِيرَاطَانِ.))** [أخبرنا ابن عبدالدائم: ثنا ابن كليب: أنا ابن بيان: أنبا ابن مخلد : ثنا الصفار: ثنا ابن عرفة: ثنا مروان بن معاوية الفزاري عن عمر بن حمزة العمري: أبنا سالم بن عبدالله عن ابن عمر فذكره.]

مولده سنة ٥٩٥ . و توفي في جمادى الأولى سنة ٦٧٣.

[کتا پالنے کا بیان]

ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مویشیوں کی رکھوالی یا

شکار کے علاوہ کوئی کتا پالتا ہے تو اس کی نیکیوں (کے اجر) میں سے روزانہ دو قیراط کی کمی ہو جاتی ہے۔ [* من المخطوطة]

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت امام احمد بن حنبل کی سند سے بیان کی ہے اور یہ مسند احمد (۲/ ۳۷ ح ۴۹۴۴) میں موجود ہے۔ (نیز دیکھئے جزء حسن بن عرفہ: ۵۸)

سفیان بن عیینہ کے سماع کی تصریح مسند الحمیدی (٦٣٣) میں ہے۔ نیز اسے بخاری (۵۴۸۰) اور مسلم (۱۵۷۴) وغیرہما نے دوسری سندوں کے ساتھ عبداللہ بن دینار سے روایت کیا ہے۔ (اسے ذہبی نے منتقی جزء ابن عرفہ میں ابن تیمیہ سے روایت کیا ہے: ۷)

شرح وفوائد

۱: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ مرفوع حدیث میں "إلا کلب حرث" یعنی سوائے کھیتی باڑی کے کتے کے، کی صراحت بھی ہے۔ (صحیح بخاری: ۲۳۲۲، صحیح مسلم: ۱۵۷۵)

لہٰذا ثابت ہوا کہ صرف تین قسم کے کتے پالنے کی اجازت ہے:

شکاری کتا، جانوروں کی رکھوالی والا کتا، زمین کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے کتا۔

۲: لڑاکا کتے رکھنا اور انھیں لڑانا دونوں کام حرام ہیں۔

۳: شکاری کتوں کی ایک قسم ہے، جو سونگھ کر چوری وغیرہ کا پتا لگا لیتے ہیں۔ حدیث مذکور کی رُو سے یہ رکھنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم

۴: ثقہ راوی کی زیادت معتبر ہے۔

۵: اصل میں "سَمِعْتُ عُمَرَ" لکھا ہوا ہے جو کہ غلط ہے اور اس کی اصلاح مسند احمد وغیرہ سے کر دی گئی ہے۔ والحمد للہ [مخطوطے میں امام احمد کے ساتھ رضی اللہ عنہ کے الفاظ موجود نہیں]

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: سیدنا ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن عمر بن الخطاب القرشی العدوی المکی ثم المدنی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: انس بن سیرین، ثابت البنانی، حسن بصری، حمزہ بن عبداللہ بن عمر، زاذان ابوعمر الکندی، زید بن اسلم، سالم بن عبداللہ بن عمر، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، طاوس بن کیسان، عامر بن سعد بن ابی وقاص، عروہ بن الزبیر، عطاء بن ابی رباح، قاسم بن محمد بن ابی بکر، مجاہد بن جبر، محمد بن سیرین، نافع، ابوالزبیر المکی، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی اولاد اور ایک جم غفیر وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

فضائل:

۱: رسول اللہ ﷺ نے آپ کو "رجل صالح" یعنی نیک مرد کہا۔

(صحیح بخاری:۷۰۲۹، صحیح مسلم:۲۴۷۸)

۲: آپ غزوۂ بدر کے وقت نابالغ تھے اور غزوۂ خندق میں شریک ہوئے، بعد میں دیگر غزوات اور بیعت الرضوان میں شامل ہوئے۔

۳: سیدنا جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس کی طرف دنیا جھکی نہیں اور وہ دنیا کی طرف نہیں جھکا، سوائے عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کے۔

(المستدرک ۳/۵۶۰ ح ۶۳۶۹ وسندہ صحیح وصححہ الحاکم علیٰ شرط الشیخین ووافقہ الذہبی)

۴: ابن شہاب زہری نے فرمایا: ابن عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے برابر کسی کی رائے کو نہ سمجھیں۔ آپ رسول اللہ ﷺ کے بعد ساٹھ برس زندہ رہے، آپ پر رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات میں سے کچھ بھی مخفی نہ رہا۔ الخ (المستدرک ۳/۵۵۹ ح ۶۳۶۳ وسندہ حسن)

آپ فضائل کی تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات (ج ۱ ص ۳۲۵۔۳۳۸)

علمی آثار: امام بقی بن مخلد کی مسند میں آپ کی دو ہزار چھ سوتیس (۲۶۳۰) حدیثیں مکررات کے ساتھ ہیں۔ ۱۶۸ متفق علیہ ہیں، صحیح بخاری میں منفرد حدیثیں ۸۱، اور صحیح مسلم میں منفرد ۳۱ ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۳/ ۲۳۸)

وفات: آپ ۷۳ یا ۷۴ھ میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ السَّابِع عَشَر (١٧)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الإِمَامُ الْعَالِمُ الْعَلَّامَةُ الزَّاهِدُ قَاضِي الْقُضَاةِ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عُمَرَ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ الْمَقْدِسِيُّ الْحَنْبَلِيُّ - قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ٦٦٧ بِقَاسُيُونَ، وَابْنُ شَيْبَانَ، وَابْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ، وَابْنُ الْحَمَوِيِّ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ الْحُصَيْنِ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَالِبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ غَيْلَانَ الْبَزَّازُ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الشَّافِعِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَ الْقَوْمُ يَصْعَدُونَ عَقَبَةً أَوْ ثَنِيَّةً، فَإِذَا صَعِدَ الرَّجُلُ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: أَحْسَبُهُ قَالَ بِأَعْلَى صَوْتِهِ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى بَغْلَتِهِ يَعْرِضُهَا فِي الْجَبَلِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((**يَا أَبَا مُوسَى! * إِنَّكُمْ لَا تُنَادُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا.**)) ثُمَّ قَالَ: ((**يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْسٍ! أَوْ يَا أَبَا مُوسَى! أَلَا أَدُلُّكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ كُنُوزِ الْجَنَّةِ؟**)) قَالَ: قُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: ((**قُلْ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ.**))

مولده سنة ٥٩٧. و توفي في سنة ٦٨٢.

[جنت کا خزانہ]

ابوموسیٰ الاشعری (عبداللہ بن قیس) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سفر میں) تھے اور لوگ گھاٹیوں یا پہاڑی راستوں پر چڑھ رہے تھے، پس جو آدمی چڑھتا تو کہتا: لا إله إلا الله اور الله أكبر. راوی نے کہا: میرا خیال ہے کہ وہ شخص اونچی آواز سے یہ کہتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اپنی خچر پر پہاڑ کے کنارے جا رہے تھے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: اے ابوموسیٰ! تم کسی بہرے یا غائب کو پکار نہیں رہے ہو۔

پھر آپ نے فرمایا: اے عبداللہ بن قیس یا اے ابوموسیٰ! کیا میں تجھے جنت کے خزانوں میں سے ایک کلمہ نہ بتادوں؟ میں نے کہا: یارسول اللہ! ضرور بتائیں۔

آپ نے فرمایا: کہو لا حول ولا قوة إلا بالله.

تحقیق و تخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابوبکر الشافعی کی سند سے روایت کی ہے اور ابوبکر الشافعی کی کتاب: الغیلانیات میں یہ حدیث لکھی ہوئی ہے۔ (مخطوط ص ۲۴ ب، مطبوع: ۴۳ اور دوسرا نسخہ: ۱۵۰)

نیز اسے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی (م ۳۵۴ھ) نے "حدثنا إبراهيم ابن عبد الله: حدثنا الأنصاري، قال: حدثنا سليمان (التيمي)" کی سند سے بھی روایت کیا ہے اور بخاری (۴۲۰۲) مسلم (۲۷۰۴) اور ترمذی (۳۳۷۴) وغیرہم نے ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی کی سند سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی نے فرمایا: "هذا حديث حسن صحيح"

اور فرمایا: "هو بينكم و بين رؤوس رواحلكم" سے مراد اس (اللہ) کا علم اور قدرت ہے۔ (ح ۳۳۷۴ کتاب الدعوات ب ۳)

* مخطوطے میں یہاں یا ابا موسیٰ کی جگہ یا ایها الناس لکھا ہوا ہے۔

شرح و فوائد

۱: اونچی جگہ چڑھتے ہوئے آہستہ یا درمیانی آواز سے اللہ اکبر اور لا الٰہ الا اللہ کہنا مسنون ہے۔ (نیز دیکھئے فقرہ نمبر۲)

۲: اُترتے وقت سبحان اللہ کہنا ثابت ہے۔ (دیکھئے صحیح بخاری: ۲۹۹۳، ۲۹۹۴)

۳: حالتِ جہاد میں اگر دشمن کی طرف سے خفیہ حملے کا خطرہ ہو تو اونچی آواز میں باتیں کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے اور حالتِ سفر میں نعرے لگانا جائز نہیں۔

۴: جس ذکر بالجہر کا ثبوت ہے مثلاً آمین بالجہر، اس کے علاوہ تمام اذکار سراً پڑھنا افضل ہے۔

۵: اللہ تعالیٰ کی معیت اور قریب ہونے سے مراد اُس کا علم و قدرت ہے، جیسا کہ سلف صالحین کے اجماع سے ثابت ہے۔

امام ابوعمر الطلمنکی رحمہ اللہ (م ۴۲۹ھ) نے فرمایا: اہلِ سنت مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ "اور تم جہاں ہو وہ تمھارے ساتھ ہے۔" (الحدید: ۴) وغیرہ آیاتِ قرآنیہ سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے اور وہ اپنی ذات کے ساتھ آسمانوں سے اوپر ہے، جس طرح اس کی مشیت ہے وہ اپنے عرش پر مستوی ہے۔ (درء تعارض العقل والنقل لابن تیمیہ ۳۱۹/۳، کتاب العلو للعلی الغفار تصنیف الحافظ الذہبی ۱۳۱۵/۲ ح ۵۲۶، تحقیقی مقالات ۱۰۲/۵)

شیخ الاسلام امام عبداللہ بن مبارک المروزی رحمہ اللہ (م ۱۸۱ھ) نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان سے اوپر اپنے عرش پر ہے اور ہم جہمیوں کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ یہاں زمین میں ہے۔ (الاسماء والصفات للبیہقی ۳۳۵/۲ ح ۹۰۲، العلو للعلی الغفار ۹۸۷/۲ ح ۳۶۱ وصححہ الذہبی عن علی بن الحسن بن شقیق رحمہ اللہ وھو ثقہ)

۶: لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھنا بہت بہتر ہے، کیونکہ یہ جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے۔

۷: ہر وقت اپنے شاگردوں، متعلقین اور ساتھیوں کی اعلیٰ تربیت کا خیال رکھنا چاہئے۔

۸: رسول اللہ ﷺ بہترین استاد اور رحمت للعالمین تھے۔

۹: اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر اور قریب ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ

سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: سیدنا ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس بن سُلیم بن حضار بن حرب بن عامر بن عتر بن بکر بن عامر بن عذر بن وائل بن ناجیہ بن جُماھر بن الاشعر الاشعری رضی اللہ عنہ

تلامذہ: اسود بن یزید النخعی ،انس بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ، الحسن البصری ،حطان بن عبداللہ الرقاشی ،ربعی بن حراش ،زہدم بن مضرب الجرمی ،زید بن وھب الجھنی ،ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب ،ابو وائل شقیق بن سلمہ الاسدی ،طارق بن شہاب ،عامر الشعبی ،عبداللہ بن بریدہ ،ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمی ،عبدالرحمٰن بن غنم الاشعری، ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی ،علقمہ بن قیس النخعی ،قیس بن ابی حازم، مسروق، ابو بردہ بن ابی موسیٰ اور ابوبکر بن ابی موسیٰ وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ((یَا أَبَا مُوْسٰی! لَقَدْ أُوْتِیْتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِیْرِ آلِ دَاوُدَ.)) اے ابوموسیٰ! تجھے آلِ داود کی خوش الحانیوں میں سے خوش الحانی عطا کی گئی ہے۔

(صحیح بخاری: ۵۰۴۸، صحیح مسلم: ۷۹۳، سنن الترمذی: ۳۸۵۵ وقال: ''غریب حسن صحیح'')

اس مفہوم کی ایک روایت، حاضر کے صیغے کے بغیر سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے بھی ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح مسلم: ۷۹۳، دارالسلام: ۱۸۵۱)

نیز دیکھئے سنن ابن ماجہ (ح ۱۳۴۱، عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ وسندہ حسن)

۲: سیدنا عیاض بن عمرو الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا

ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (اس آیت: ﴿فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ المائدہ: ۵۴) سے تم اور تمھاری قوم مراد ہیں۔

(المستدرک للحاکم ۲/۳۱۳ ح ۳۲۲۰ مفہوماً وسندہ حسن)

۳: سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ((يَقْدَمُ عَلَيْكُمْ غَدًا أَقْوَامٌ، هُمْ أَرَقُّ قُلُوبًا لِلْإِسْلَامِ مِنْكُمْ.)) کل تمھارے پاس ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے زیادہ، اسلام سے ہمدردی رکھتے ہیں۔

(مسند احمد ۳/۱۵۵ ح ۱۲۵۸۲، وسندہ صحیح)

ان لوگوں میں سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

آپ کے فضائل ومناقب بہت زیادہ ہیں، جیسا کہ حافظ مزی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

(تہذیب الکمال ۴/۲۴۴)

۴: حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے: آپ مشہور صحابی ہیں۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے آپ کو (کوفہ وبصرہ کا) امیر مقرر کیا تھا اور بعد میں عثمان (رضی اللہ عنہ) نے امیر مقرر کیا تھا اور آپ جنگِ صفین کے وقت دو ججوں (حکمین) میں سے ایک تھے۔ (تقریب التہذیب: ۳۵۴۲)

۵: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! عبداللہ بن قیس کا گناہ معاف کر دے اور قیامت کے دن اسے مدخل کریم (جنت) میں داخل فرما۔ (صحیح بخاری: ۴۳۲۳، صحیح مسلم: ۲۴۹۸)

۶: آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوش خبری کو قبول کر لیا تھا۔

(صحیح بخاری: ۴۳۲۸، صحیح مسلم: ۲۴۹۷، دارالسلام: ۶۴۰۵)

علمی آثار: امام بقی بن مخلد رحمہ اللہ کی مسند میں آپ کی تین سو ساٹھ (۳۶۰) احادیث ہیں اور صحیحین میں آپ کی بیان کردہ انچاس (۴۹) حدیثیں موجود ہیں۔

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ ایک حدیث ہے: ۱۷

میدانِ قتال میں: آپ غزوۂ خیبر میں شامل تھے اور بعد والی جہادی مہموں میں بھی شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: ۵۰ھ یا اس کے بعد، واللہ اعلم (رضی اللہ عنہ)

بعض نے ۴۲ھ وغیرہ بھی کہا ہے اور حافظ ذہبی کا خیال ہے کہ ۴۴ھ زیادہ صحیح ہے۔

(النبلاء ۲/۳۹۸)

تنبیہ: آپ کے خلاف کتاب المعرفۃ والتاریخ للامام یعقوب بن سفیان الفارسی (۲/۱۷۷) اور تاریخ دمشق لابن عساکر میں ایک روایت مروی ہے، لیکن اس کی سند اعمش مدلس کے عن کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (روایت کے لئے دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۲/۳۹۳۔۳۹۴)

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِن عَشَر (١٨)

أَخْبَرَنَا الْمُسْنَدُ الْأَصِيلُ الْعَدْلُ مَجْدُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ الْمُظَفَّرِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ بْنِ عَسَاكِرَ الدِّمَشْقِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي شَعْبَانَ ٦٦٧: أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو مُحَمَّدٍ الْقَاسِمُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ بْنِ عَسَاكِرَ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الدُّرِّ يَاقُوتُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّومِيُّ التَّاجِرُ مَوْلَى ابْنِ الْبُخَارِيِّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: وَأَخْبَرَتْنَا زَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيٍّ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا ابْنُ طَبَرْزَدَ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ الْأَنْصَارِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ الْأَشْقَرِ الدَّلَّالُ، وَأَبُو غَالِبٍ مُحَمَّدُ ابْنُ أَحْمَدَ بْنِ قُرَيْشٍ، وَأَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ دَخْرُوجٍ، قَالُوا جَمِيعُهُمْ: * أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ هَزَارَ مَرْدَ الصَّرِيفِينِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: حَدَّثَنَا أَبُو طَاهِرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَبَّاسِ الْمُخَلِّصُ- إِمْلَاءً فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ٣٩٣: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغَوِيُّ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخٍ: حَدَّثَنَا مُبَارَكُ بْنُ فَضَالَةَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلَى جَانِبِ خَشَبَةٍ مُسْنِدًا ظَهْرَهُ إِلَيْهَا، فَلَمَّا كَثُرَ النَّاسُ قَالَ: ((**ابْنُوا لِي مِنْبَرًا لَهُ عَتَبَتَانِ.**)) فَلَمَّا قَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ حَنَّتِ الْخَشَبَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَنَسٌ: وَأَنَا فِي الْمَسْجِدِ، فَسَمِعْتُ الْخَشَبَةَ تَحِنُّ حَنِينَ الْوَالِهِ، فَمَا زَالَتْ تَحِنُّ حَتَّى نَزَلَ إِلَيْهَا فَاحْتَضَنَهَا فَسَكَتَتْ.

وكان الحسن إذا حدث بهذا الحديث بكى ثم قال: ياعباد الله! الخشبة تحن إلى رسول الله ﷺ شوقًا إليه لمكانه من الله عزوجل فأنتم أحق أن تشتاقوا إلى لقائه.

مولده سنة٥٨٧. وتوفي في ذي القعدة سنة٦٩٩.

[رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کھجور کے تنے کا رونا]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن پشت کی طرف سے ایک لکڑی کے ساتھ ٹیک لگا کر خطبہ دیتے تھے پھر جب لوگ زیادہ ہوگئے تو آپ نے فرمایا: میرے لئے ایک منبر بنادو، جس کی دو سیڑھیاں ہوں۔

پھر جب آپ منبر پر کھڑے ہوئے تو لکڑی (یعنی کھجور کے تنے) نے رسول اللہ ﷺ کے لئے رونا شروع کردیا۔

انس (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: میں مسجد میں تھا، پھر میں نے لکڑی کو فرطِ محبت میں مبتلا کی طرح روتے سنا، پھر وہ (لکڑی) روتی رہی، حتیٰ کہ آپ اتر کر اس کے پاس گئے اور اسے سینے سے لگالیا تو وہ چُپ ہوگئی۔

حسن (بصری رحمہ اللہ) جب یہ حدیث بیان کرتے تو رو پڑتے، پھر فرماتے:

اے اللہ کے بندو! اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا جو مقام ہے، اس کی وجہ سے لکڑی آپ کے شوق میں رونے لگی تھی، لہٰذا تم پر یہ زیادہ ضروری ہے کہ آپ (ﷺ) کی ملاقات کا شوق رکھو۔

تحقیق وتخریج سندہ ضعیف

یہ روایت حافظ ابن تیمیہ نے ابو طاہر المخلص کی سند سے بیان کی ہے اور المخلصیات میں موجود ہے۔ (ج۲ص۷۶۔۷۷ح۱۰۵۷)

نیز اسے ابن خزیمہ (۱۷۷۶) ابن حبان (الاحسان: ۶۴۷۳/ ۶۵۰۷) اور احمد بن

حنبل (۳/۲۲۶) وغیرہم نے مبارک بن فضالہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس کی سند صرف اس وجہ سے ضعیف ہے کہ حسن بصری رحمہ اللہ (طبقۂ ثانیہ کے) مدلس تھے اور یہ سند عن سے ہے۔ (اُن کی تدلیس کے لئے دیکھئے تقریب التہذیب: ۱۲۲۷، طبقات المدلسین: ۲/۴۰، اور کشف الاستار ۱/۴۳۰ ح ۹۰۸ وغیرہ۔ یاد رہے کہ سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے حسن بصری کی روایت صحیح ہوتی ہے چاہے سماع کی تصریح ہو یا نہ ہو۔ دیکھئے میری کتاب نیل المقصود: ۳۵۴، نیز سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بھی ان کی معنعن روایت صحیح ہوتی ہے۔ دیکھئے المراسیل لابن ابی حاتم ص ۲۷ والروایۃ عن الکتاب صحیحۃ)

تنبیہ (۱): کھجور کے تنے کی لکڑی کا رونا صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(دیکھئے صحیح بخاری: ۳۵۸۳، صحیح مسلم: ۵۴۴، سنن ترمذی: ۵۰۵، ۳۶۲۷ اور سنن ابن ماجہ: ۱۴۱۵، وغیرہ)

تنبیہ (۲): حسن بصری رحمہ اللہ کا قول حسن لذاتہ سند سے ثابت ہے۔ والحمدللہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم وغیرہما کی حدیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے ایک معجزہ ہے کہ کھجور کا کٹا ہوا تنا بھی آپ کے فراق میں رو دیا۔

ہر مسلمان پر یہ فرض ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بے انتہا محبت کرے، آپ کی احادیث پر عمل کرے اور ہر وقت آپ کے لئے جان و مال کی قربانی کے لئے تیار رہے اور اسی میں اخروی نجات ہے۔ ان شاء اللہ

* مخطوطے میں خمستهم لکھا ہوا ہے۔

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِعِ عَشَر (۱۹)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الإِمَامُ الصَّدْرُ الرَّئِيسُ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو الْغَنَائِمِ الْمُسْلِمُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُسْلِمِ بْنِ عَلَّانٍ الْقَيْسِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٨٠، وَأَبُو الْحَسَنِ ابْنُ الْبُخَارِيِّ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ زَيْدُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْكِنْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْجَوْهَرِيُّ۔ إِمْلَاءً: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: الصَّوْمُ لِي وَأَنَا أَجْزِي بِهِ، يَدَعُ شَهْوَتَهُ وَأَكْلَهُ وَشُرْبَهُ مِنْ أَجْلِي، وَالصَّوْمُ جُنَّةٌ، وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ: فَرْحَةٌ حِينَ يُفْطِرُ، وَفَرْحَةٌ حِينَ يَلْقَى اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ، وَلَخَلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ.))

ولد سنة ٥٩٤. وتوفي في سادس ذى الحجة سنة ٦٨٠.

[روزے کی فضیلت]

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا، وہ میرے لئے اپنی شہوت اور کھانا پینا چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ ڈھال ہے اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں: ایک خوشی اس وقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت ہوگی جب وہ اللہ تعالیٰ سے

ملاقات کرے گا۔

اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کو مشکِ کستوری کی خوشبو سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

تحقیق و تخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابوبکر القطیعی کی سند سے بیان کی اور القطیعی کی کتاب جزء الألف دینار میں یہ حدیث موجود ہے۔ (ص ۳۲۰ ح ۲۰۸)

نیز اسے امام بخاری (۷۴۹۲) نے ابونعیم الفضل بن دکین سے روایت کیا ہے۔

امام مسلم (۱۱۵۱) نے دوسری سندوں کے ساتھ سلیمان الاعمش سے بیان کیا ہے۔

احمد بن حنبل (۲/۴۸۰ ح ۱۰۲۱۸) اور ابن حبان (الاحسان: ۳۴۱۵) نے شعبہ عن الاعمش کی سند سے روایت کیا ہے۔

تنبیہ: امام شعبہ کی اعمش سے روایت کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ اعمش نے یہ روایت اپنے استاد سے سنی ہے۔ (دیکھئے الفتح المبین ص ۴۳ طبع اول)

لہٰذا اس حدیث میں اس اصول کی رُو سے خود بخود تصریحِ سماع ثابت ہے۔

شرح و فوائد

۱: یہ حدیث قدسی ہے۔

۲: رمضان کے روزے رکھنا ہر مکلف پر فرض ہے اور نفلی روزے رکھنا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

۳: گناہوں سے بچنے کے لئے روزہ ایک ڈھال ہے۔

۴: روزہ دار کے منہ کی بُو مشکِ کستوری سے بہتر ہے۔

۵: جزا اعمال و عقائد صحیحہ پر ملے گی، بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم اور رضامندی ہو۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

اَلْحَدِيْثُ الْعِشْرُوْن (٢٠)

أَخْبَرَنَا الرَّئِيسُ عِمَادُ الدِّينِ أَبُوْ مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي الضوء * ابْنِ السَّيِّدِ بنِ الصَّائِعِ الْأَنْصَارِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٧٦ ، وَأَبُو الْعِزِّ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ الْمُجَاوِرِ ، وَالْمُسْلِمُ بْنُ عَلَّانٍ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْكِنْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زُرَيْقٍ الْقَزَّازُ الشَّيْبَانِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَهْدِيٍّ: حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْمَحَامِلِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُوسَى مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا جَاءَ إِلَى مَكَّةَ دَخَلَهَا مِنْ أَعْلَاهَا وَخَرَجَ مِنْ أَسْفَلِهَا. رواه البخاري و مسلم و أبو داود و الترمذي والنسائي عن أبي موسى.

* [ولد] ** توفي في رمضان سنة ٦٧٩.

[مکہ میں آمد ورفت کے راستے]

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی ﷺ جب مکہ تشریف لائے تو آپ اونچی طرف سے مکے میں داخل ہوئے اور مکے کی نچلی طرف سے نکلے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداود، ترمذی اور نسائی نے ابوموسیٰ محمد بن المثنیٰ سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث خطیب بغدادی کی سند سے روایت کی ہے اور یہ حدیث تاریخ بغداد للخطیب (۳/۲۸۴ ت ۱۳۷۱) میں موجود ہے۔

نیز اسے بخاری (۱۵۷۷) اور مسلم (۱۲۵۸، دارالسلام: ۳۰۴۲) وغیرہما نے محمد بن مثنیٰ سے روایت کیا ہے۔

امام سفیان بن عیینہ کے سماع کی تصریح مسند ابی عوانہ (۲/۹۶ ح ۲۵۱۵، کتاب الحج باب ۸، دوسرا نسخہ ۲/۲۸۰ ح ۳۱۳۸ وسندہ صحیح، عمار بن رجاء ثقہ) میں موجود ہے۔ والحمد للہ

* اصل میں الصعر ہے، جبکہ مخطوطے میں الضوء ہے۔

** مخطوطے میں ولد کے بعد بیاض ہے۔

آپ ۵۹۱ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ (دیکھئے تاریخ الاسلام للذہبی ۵۰/۳۲۳)

شرح وفوائد

۱: اگر استطاعت ہو تو مکے میں داخل ہوتے وقت اور رخصتی کے وقت اس حدیث پر عمل کرنا چاہئے اور اگر استطاعت نہ ہو تو التغابن (آیت: ۱۶) کی رُو سے اختیار ہے۔ واللہ اعلم

۲: صحیحین میں تمام مدلسین کی روایات سماع، متابعات یا شواہد صحیحہ وحسنہ پر محمول ہیں، اگرچہ ہمیں علم ہو یا نہ ہو۔

۳: صحابۂ کرام نے نبی کریم ﷺ کی مبارک زندگی کا ہر ہر لمحہ یاد و محفوظ کر کے اُمت تک پہنچا دیا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

۴: حدیث حجت ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما

آپ کی والدہ کا نام اُم رومان بنت عامر بن عویمر رضی اللہ عنہا ہے۔

تلامذہ: اسود بن یزید، سعید بن المسیب، سلیمان بن یسار، ابووائل شقیق بن سلمہ، عامر بن شراحیل الشعبی، عبداللہ بن الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، عروہ بن الزبیر، عطاء بن ابی رباح، علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق، کریب مولیٰ ابن عباس، محمد بن سیرین اور جم غفیر وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

فضائل:

۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک دفعہ) عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: تم مجھے خواب میں دو دفعہ دکھائی گئی ہو، میں نے دیکھا کہ تم ایک سفید ریشمی کپڑے میں لپٹی ہوئی تھیں اور وہ (فرشتہ) کہہ رہا تھا: یہ آپ کی بیوی ہیں۔ میں وہ کپڑا اٹھاتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ تم ہو، میں کہتا تھا: اگر یہ اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اُسے ضرور پورا کرے گا۔ (صحیح بخاری: ۳۸۹۵، صحیح مسلم: ۲۴۳۸/۶۲۸۳)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبریل علیہ السلام مجھے (میری تصویر کو) ریشم کے لباس میں لائے تو فرمایا: یہ دنیا اور آخرت میں آپ کی زوجہ ہیں۔

(صحیح ابن حبان، الاحسان: ۷۰۵۲/۷۰۹۴ وسندہ حسن)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس فرشتہ میری تصویر لے کر آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شادی کی اور (اس وقت) میری عمر سات سال تھی اور نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی۔ (المستدرک الحاکم ۴/۱۰ ح ۶۷۳۰ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی)

نیز دیکھئے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح روایات کی روشنی میں (ص ۸۵)

ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم اور مرضی سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی۔

۲: سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں کہ وہ (عائشہ رضی اللہ عنہا) آپ

(ﷺ) کی دنیا اور آخرت میں بیوی ہیں۔ (صحیح بخاری:۳۷۷۲)

۳: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس طرح تمام کھانوں میں ثرید افضل ہے، اسی طرح عائشہ کی فضیلت (موجودہ تمام) عورتوں پر ہے۔ (صحیح بخاری:۳۷۷۰، صحیح مسلم:۲۴۴۶/۶۲۹۹)

ثرید کا مطلب یہ ہے: روٹی کو چُور کر کے (گوشت کے) شوربے میں بھگو کر بنایا ہوا کھانا یعنی چُوری۔

۴: رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: پس تم اس (عائشہ رضی اللہ عنہا) سے محبت کرو۔ (صحیح مسلم:۲۴۴۲/۶۲۹۰)

۵: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں سب سے زیادہ عائشہ سے محبت کرتا ہوں۔

(صحیح بخاری:۳۶۶۲، صحیح مسلم:۲۳۸۴/۶۱۷۷)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل بے حد وشمار ہیں۔ (مثلاً دیکھئے فضائل صحابہ ص ۸۵۔۸۹)

علمی آثار: مسند احمد میں آپ کی بیان کردہ، یا آپ کی طرف منسوب روایات ۲۴۳۳ ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی آپ سے شادی کے فوائد میں سے یہ بھی بہت بڑا فائدہ ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی گھریلو زندگی کو یاد کر کے ہزاروں احادیث کی صورت میں اُمت کے سامنے پیش کر دیا۔

وفات: آپ ۵۷ یا ۵۸ھ میں فوت ہوئیں اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ رضی اللہ عنہا

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِى وَالْعِشْرُوْن (۲۱)

أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَحْيَى بْنِ عَلَوِىِّ بْنِ الْحُسَيْنِ الدَّرَجِىُّ الْقُرَشِىُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِى رَجَبٍ سَنَةَ ٦٨٠: أَخْبَرَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ نَصْرِ بْنِ أَبِى الْفَتْحِ الصَّيْدَلَانِىُّ إِجَازَةً: أَخْبَرَنَا أَبُو عَلِىٍّ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ الْحَدَّادُ: أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ إِسْحَاقَ الْحَافِظُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ فَارِسٍ[:ثنا محمد بن عاصم أبو جعفر الثقفي الأصبهاني]* قَالَ: [و]* سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ، يَقُولُ: حَدَّثَنَا** عَاصِمٌ، عَنْ زِرٍّ، قَالَ: أَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ الْمُرَادِىَّ فَقَالَ لِى: مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: جِئْتُ ابْتِغَاءَ الْعِلْمِ، قَالَ: فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ أَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضًا بِمَا يَطْلُبُ، قُلْتُ: حَكَّ فِى نَفْسِى، أَوْ صَدْرِى مَسْحًا عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، فَهَلْ سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِى ذَلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ! كَانَ يَأْمُرُنَا إِذَا كُنَّا سَفَرًا، أَوْ مُسَافِرِينَ، أَنْ لَا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهِنَّ إِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، وَلَكِنْ مِنْ غَائِطٍ أَوْ بَوْلٍ أَوْ نَوْمٍ. قُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ الْهَوَى؟ قَالَ: نَعَمْ! بَيْنَا نَحْنُ مَعَهُ فِى مَسِيرٍ إِذْ نَادَاهُ أَعْرَابِىٌّ بِصَوْتٍ لَهُ جَهْوَرِىٍّ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! فَأَجَابَهُ عَلَى نَحْوٍ مِنْ كَلَامِهِ: ((هَاؤُم.)) قَالَ: أَرَأَيْتَ رَجُلًا يُحِبُّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: ((الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ.)) ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُحَدِّثُنَا أَنَّ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ بَابًا يَفْتَحُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِلتَّوْبَةِ مَسِيرَةُ

عَرْضِهِ أَرْبَعُونَ سَنَةً وَلَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ، وَذٰلِكَ قَوْلُ اللّٰهِ:﴿يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا﴾ الآية(الأنعام:١٥٨)

ولد سنة ٥٩٩ . و توفي في صفر سنة ٦٧١.

[علم کی فضیلت، موزوں پر مسح، محبوب کی رفاقت اور توبہ کا دروازہ]

زر (بن حبیش رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں صفوان بن عسال المرادی کے پاس آیا تو انھوں نے مجھے کہا: تم کیوں آئے ہو؟ میں نے کہا: علم حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں۔

انھوں نے فرمایا: پس بے شک طالبِ علم کے لئے فرشتے طلبِ علم کی رضامندی کے لئے اپنے پر بچھاتے ہیں۔ میں نے کہا: پیشاب اور پاخانے (قضائے حاجت) کے بعد موزوں پر مسح کے بارے میں میرے دل میں شک ہے، لہٰذا کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! ہم جب سفر میں یا مسافر ہوتے تو آپ ہمیں حکم دیتے تھے کہ جنابت کے علاوہ تین دن رات اپنے موزے نہ اتاریں، لیکن پاخانہ پیشاب یا نیند سے (ان پر مسح کرنے میں کوئی حرج نہیں)

میں نے کہا: کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کو اس (محبت) کے بارے میں کچھ فرماتے ہوئے سنا تھا؟ انھوں نے فرمایا: جی ہاں! ہم آپ کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک اعرابی (بدو) نے اونچی آواز کے ساتھ آپ کو پکارتے ہوئے کہا: اے محمد!

آپ نے اسی کی طرح آواز بلند کرتے ہوئے فرمایا: میں یہاں ہوں، بتاؤ کیا بات ہے؟ اس نے کہا: آپ کا اس آدمی کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے اور وہ ان تک پہنچ نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا: بندہ جس سے محبت کرتا ہے، اسی کے ساتھ ہوگا۔

پھر آپ ہم سے بیان کرتے رہے کہ مغرب کی طرف ایک دروازہ ہے جسے اللہ نے توبہ کے لئے کھول رکھا ہے، اس کی چوڑائی کی مسافت چالیس سال ہے اور یہ دروازہ اس وقت تک

بند نہیں ہوگا جب تک سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اور یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
جس دن تیرے رب کی بعض نشانیاں آئیں گی تو (اس کے بعد) کسی شخص کو ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا۔ (الانعام:۱۵۸) کا یہی مفہوم ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث محمد بن عاصم الثقفی کی سند سے بیان کی ہے اور محمد بن عاصم کے جزء (ح ۵۵) کی یہ آخری حدیث ہے۔

نیز اسے ترمذی (۳۵۳۵ وقال: حسن صحیح) ابن ماجہ (۴۰۷۸ مختصراً) احمد (۴/ ۲۴۰) اور حمیدی (۸۸۳ بتحقیقی وسفیان بن عیینہ صرح بالسماع عندہ) وغیرہم نے بھی روایت کیا ہے۔

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے اور اسے ابن خزیمہ (۱۷، ۱۹۳، ۱۹۶) اور ابن حبان (۱۳۱۶ـ۱۳۱۸، ۱۳۲۲) نے صحیح قرار دیا ہے۔

* من المخطوطة
** مخطوطے میں عاصم سے پہلے حدثنا کا لفظ موجود نہیں۔

شرح وفوائد

۱: مسافر کے لئے تین دن رات موزوں (اور جورابوں یعنی جرابوں) پر مسح کرنا جائز ہے، بشرطیکہ اس نے وضو کی حالت میں انھیں پہنا ہو اور دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ مقیم کے لئے شرط مذکور کے ساتھ ایک دن رات ان پر مسح کرنا جائز ہے۔

۲: نیند سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۳: اس حدیث میں ''محبت کرنے'' سے مراد سچی اور سُچی محبت ہے اور اگر اس محبت میں غلو ہو، محبوب (مثلاً کسی صحیح العقیدہ صالح و متقی عالم) کا درجہ حد سے بڑھا دیا گیا ہو تو یہ شخص اپنے محبوب کے ساتھ نہیں ہوگا بلکہ اس کا محبوب اس سے بری ہوگا اور یہ شخص اپنے اصلی محبوب یعنی شیطان کے ساتھ ہوتا، جیسا کہ دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔

یہ سمجھنا کہ پولسی عیسائی سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے، بالکل باطل و

مردود ہے۔

۴: توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا ہوا ہے۔

۵: طلبِ علم کے لئے سفر کرنا چاہیے۔

۶: صحابۂ کرام میں سے کوئی بھی عالم الغیب نہیں تھا۔

۷: فرشتوں کے پر ہوتے ہیں اور وہ طالب علموں سے بہت خوش ہوتے ہیں۔

۸: طلبِ علم بیحد پسندیدہ اور افضل عمل ہے۔

۹: اعرابی کا سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو یا محمد کہہ کر پکارنا اجتہادی غلطی ہے اور غالباً انھیں اس سے ممانعت والا حکم معلوم نہیں تھا۔

۱۰: حدیث قرآن کی شرح ہے۔

۱۱: امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب الطبرانی (صاحب المعجم الکبیر) نے کتاب السنۃ میں اپنے استاد ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ الساجی (م ۳۰۷ھ) سے نقل کیا:

ہم رسول اللہ ﷺ کی حدیث سننے کے لئے بعض استادوں کے پاس جاتے تھے، پھر (ایک دن) ہم پیدل (تیزی سے) جا رہے تھے اور ہمارے ساتھ ایک بے حیا نوجوان تھا۔ اس نے کہا: فرشتوں کے پروں سے اپنے قدم اٹھاؤ، کہیں انھیں توڑ نہ دو۔

تھوڑی دیر میں اس کے دونوں پاؤں شل ہو گئے۔ (مجموع فتاویٰ لابن تیمیہ ۴/ ۵۳۹)

کتاب السنۃ للطبرانی مفقود کتابوں میں سے ہے، لہٰذا یہ حوالہ مجبوراً دوسری کتاب سے لیا ہے۔ نیز اسے خطیب بغدادی نے کسی ابو الحسین علی بن محمد بن طلحہ الواعظ الاصبہانی (؟؟) سے ثنا الطبرانی کی سند سے نقل کیا ہے۔ (الرحلۃ فی طلب الحدیث: ۸)

اور حافظ عبد القادر الرہاوی نے فرمایا: یہ حکایت اس طرح ہے جیسے کسی چیز کو ہاتھوں ہاتھ لیا جائے یا بہ چشمِ عین مشاہدہ کیا جائے، اس کے راوی مشہور علماء اور امام ہیں۔

(بستان العارفین للنووی ۱/ ۳۵ بحوالہ شاملہ)

راوی حدیث کا تعارف:

سیدنا صفوان بن عسال المرادی رضی اللہ عنہ

سیدنا صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: صفوان بن عسال المرادی الربضی رضی اللہ عنہ

تلامذہ: زر بن حبیش الاسدی، عبداللہ بن سلمہ المرادی اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل:

ا: آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر کافروں کے خلاف بارہ غزوات (جہادی حملوں ومہموں) میں حصہ لیا۔ (دیکھئے تہذیب الکمال ۳/۴۶۰)

۲: امام ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ نے فرمایا: آپ کوفے والے صحابی ہیں۔ (کتاب الجرح والتعدیل ۴/۴۲۰۔۴۲۱)

۳: مسند احمد میں آپ کی بیان کردہ یا آپ کی طرف منسوب اکیس (۲۱) روایات موجود ہیں۔

وفات: نامعلوم ہے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي وَالْعِشْرُوْن (٢٢)

أَخْبَرَنَا نَجِيبُ الدِّينِ أَبُو الْمُرَهَفِ الْمِقْدَادُ بْنُ أَبِي الْقَاسِمِ هِبَةِ اللّٰهِ بْنِ الْمِقْدَادِ بْنِ عَلِيٍّ الْقَيْسِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّد عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مَحْمُودِ بْنِ الْمُبَارَكِ بْنِ الْأَخْضَرِ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أُخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي الْأَنْصَارِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ الْبَرْمَكِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدِ ابْنِ مَاسِيٌّ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ الْكَجِّيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ: حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((لَا هِجْرَةَ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، أَوْ قَالَ ثَلَاثِ لَيَالٍ.))

[مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بائیکاٹ]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مسلمانوں کے درمیان تین دن یا فرمایا تین رات سے زیادہ ایک دوسرے سے بائیکاٹ کرنا جائز نہیں۔

تحقیق وتخریج صحیح

اسے ابن تیمیہ نے ابومسلم الکجی کی سند سے روایت کیا ہے اور اُن سے پہلے خرائطی (مکارم الاخلاق: ۲۵۳) اور خطابی (العزلۃ: ۴) نے بھی ابومسلم سے روایت کیا ہے۔

نیز خطیب بغدادی نے دوسری سند کے ساتھ ابومحمد ابن ماسی یعنی عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب (سند ابن تیمیہ کے ایک راوی) سے بیان کیا ہے۔ (تاریخ بغداد ۳۱۲/۳)

اس حدیث کے شواہد صحیحہ کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۶۰۶۵، صحیح مسلم: ۲۵۵۹)

وغیرہما۔

شرح وفوائد

۱: مسلمانوں کا ایک دوسرے سے بغض رکھنا، حسد اور بائیکاٹ کرنا حرام ہے لیکن دوسرے دلائل سے ثابت ہے کہ کسی شرعی عذر کی وجہ سے بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔ کفار، مشرکین، اہلِ بدعت وضلالت اور منکرینِ دینِ اسلام سے نفرت دبغض رکھنا اور بائیکاٹ کرنا واجب ہے جیسا کہ دیگر دلائل سے ثابت ہے بلکہ بعض اوقات گناہگار مسلمانوں سے بھی بائیکاٹ کیا جا سکتا ہے۔

۲: نیکی کے کاموں میں رشک اور نیکی میں مسابقت جائز ہے۔

۳: تین صحابۂ کرام غزوۂ تبوک سے بغیر شرعی عذر کے پیچھے رہ گئے تو ان سے پچاس دن تک بائیکاٹ کیا گیا تھا۔
دیکھئے سورۃ التوبہ (۱۱۸) صحیح بخاری (۴۴۱۸) اور صحیح مسلم (۲۷۶۹)

۴: منکرینِ تقدیر (اہلِ بدعت) کے بارے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں۔ (صحیح مسلم: ۸ وترقیم دارالسلام: ۹۳)

۵: سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک بدعتی کے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔
دیکھئے سنن الترمذی (۲۱۵۲ وسندہ حسن وقال الترمذی: ”ھٰذا حدیث حسن صحیح“)

۶: نیز دیکھئے میری کتاب: بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم

۷: راویِ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِث وَالْعِشْرُوْن (۲۳)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَامِرِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ الْغَسُولِيُّ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ فِي سَنَةِ ٦٨٢: أَخْبَرَنَا أَبُو الْبَرَكَاتِ دَاوُدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ مُلَاعِبٍ. قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أبو الفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوسُفَ الْأَرْمَوِيُّ. قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْغَنَائِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمَأْمُونِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مَهْدِيٍّ الدَّارَقُطْنِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ: حَدَّثَنَا صَالِحُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَامِرِ ابْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَعْطَيْتَ فُلَانًا وَفُلَانًا وَمَنَعْتَ فُلَانًا وَهُوَ مُؤْمِنٌ، قَالَ: ((أَوْ مُسْلِمٌ.))

توفي في جمادى الآخرة سنة ٦٨٤. وقد قارب الثمانين.

[مومن اور مسلم میں فرق]

سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فلاں اور فلاں کو (مالِ غنیمت میں سے) دیا ہے اور فلاں کو نہیں دیا، حالانکہ وہ مومن ہے؟ آپ نے فرمایا: یا وہ مسلم ہے۔

تحقیق و تخریج: صحیح

یہ روایت حافظ ابن تیمیہ نے عبداللہ بن محمد البغوی کی سند سے بیان کی ہے اور بغوی سے اسے محمد بن عبدالرحمٰن المخلص نے روایت کیا ہے۔ (المخلصیات ۲/۸۳ ح ۱۰۷۳)

نیز بخاری (۲۷ وصرح الزہری بالسماع عندہ، ۱۴۷۸) اور مسلم (۱۵۰) نے بھی روایت کیا ہے۔

یہ روایت بہت مختصر ہے اور صحیح بخاری کی روایت درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ نے ایک گروہ کو (مالِ غنیمت میں سے) دیا اور سعد (بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ) بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نہیں دیا۔

(سعد نے کہا:) وہ شخص مجھے بہت پسند تھا تو میں نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے فلاں کو کیوں نہیں دیا، اللہ کی قسم! میں اسے مومن سمجھتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: یا وہ مسلم ہے۔

پھر راوی نے حدیث بیان کی اور آخر میں ہے:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے سعد! میں ایک شخص کو (مالِ غنیمت میں سے) دیتا ہوں اور اس کے مقابلے میں دوسرا شخص مجھے زیادہ پسند ہوتا ہے، لیکن مجھے یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں اسے اللہ تعالیٰ جہنمی نہ بنادے۔ (ح ۲۷)

شرح وفوائد

۱: ایمان اور اسلام مترادف بھی ہیں اور متفاوت بھی، جب مقابل ہوں تو مومن فائق ہوتا ہے مسلم سے۔

۲: شرعی دلیل کے بغیر کسی انسان کے بارے میں قطعی طور پر یہ نہیں کہنا چاہئے کہ وہ مومن ہے۔

۳: موقع اور مناسبت سے جو علمی بات معلوم ہو، مجلس میں کہہ دینی چاہئے۔

۴: حدیث مرفوع کے مقابلے میں قول مرجوح ہوتا ہے۔

راوی حدیث کا تعارف:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابواسحاق سعد بن ابی وقاص: مالک بن اہیب یا وہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الزہری رضی اللہ عنہ

تلامذہ: ابراہیم بن سعد بن ابی وقاص، ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف، جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ، سائب بن یزید رضی اللہ عنہ، سعید بن المسیب، عامر بن سعد بن ابی وقاص، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، قیس بن ابی حازم، مصعب بن سعد بن ابی وقاص، ابوعثمان النہدی اور عائشہ بنت سعد بن ابی وقاص وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل:

۱: آپ عشرہ مبشرہ میں سے یعنی بالصراحت جنتی ہیں۔ (سنن ترمذی:۳۷۴۷ وسندہ صحیح)

۲: آپ اسلام کے بالکل ابتدائی دنوں میں مسلمان ہوئے یعنی آپ السابقون الاولون من المہاجرین میں سے ہیں۔ (دیکھئے صحیح بخاری:۳۷۲۷)

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر آپ سے فرمایا تھا: میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔ (صحیح بخاری:۴۰۵۵، صحیح مسلم ۲۴۱۲/ ۶۲۳۷)

۴: آپ کے بارے میں قرآن مجید کی بعض آیات نازل ہوئیں۔

(دیکھئے صحیح مسلم:۱۷۴۸/ ۶۲۳۸)

۵: اللہ تعالیٰ آپ کی دعائیں قبول فرماتا تھا یعنی آپ مستجاب الدعوات تھے۔

(دیکھئے تاریخ دمشق لابن عساکر ۲۲/ ۲۳۳-۲۳۴ وسندہ صحیح)

۶: آپ فاتح ایران ہیں۔ آپ نے مشہور معرکہ قادسیہ میں لشکرِ اسلام کی قیادت کی اور فارسیوں کو فیصلہ کن شکست دی۔

۷: آپ تمام فتنوں سے دُور رہتے تھے۔

آپ کے فضائل ومناقب بے شمار ہیں۔

دیکھئے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم صحیح روایات کی روشنی میں (ص ۷۰-۷۳)

وفات: آپ ۵۵ھ میں عقیق کے مقام پر فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِع وَالْعِشْرُوْن (٢٤)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ فَخْرُ الدِّينِ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ بْنِ مَنْصُورِ ابْنِ الْبُخَارِيِّ الْمَقْدِسِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٨١ ، وَالشَّيْخُ شَمْسُ الدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عُمَرَ سَنَةَ ٦٦٧[قالا] *: أَخْبَرَنَا أَبُو الْمَحَاسِنِ مُحَمَّدُ بْنُ كَامِلِ بْنِ أَحْمَدَ التَّنُوخِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ طَاهِرُ بْنُ سَهْلِ بْنِ بِشْرٍ[الأسفرائيني]*: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ الْحُسَيْنُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْحِنَّائِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ مُوسَى بْنِ رَاشِدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْكِلَابِيُّ- مِنْ لَفْظِهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ خُرَيْمِ بْنِ مَرْوَانَ الْعُقَيْلِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْوَلِيدِ هِشَامُ بْنُ عَمَّارِ بْنِ نُصَيْرِ بْنِ مَيْسَرَةَ السُّلَمِيُّ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: **((الرُّؤْيَا الْحَسَنَةُ مِنَ الرَّجُلِ الصَّالِحِ جُزْءٌ مِنْ سِتَّةٍ وَأَرْبَعِينَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّةِ.))**

رواه البخاري عن القعنبي عن مالك .

ولد في سلخ سنة ٥٩٥. وتوفي في ربيع الآخر سنة ٦٩٠.

[سچا خواب]

انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نیک آدمی کا اچھا

خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔

اسے بخاری نے قعنبی سے، انھوں نے مالک (بن انس) سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

اسے حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت ابو القاسم الحنائی کی سند سے بیان کی اور الحنائی کی الحنائیات (۲/۸۰۹ ح۱۵۱/۱۵۹، وقال: ھذا حدیث صحیح) میں یہ موجود ہے، نیز اسے ابن ماجہ (۳۸۹۳) نے ہشام بن عمار سے اور بخاری (۶۹۸۳) نے دوسری سند کے ساتھ امام مالک سے روایت کیا ہے۔

یہ حدیث موطا امام مالک (روایۃ یحییٰ بن یحییٰ ۲/۹۵۶، روایۃ ابن القاسم: ۱۲۱) میں موجود ہے۔

* من المخطوطۃ

شرح وفوائد

۱: نبوت کے بہت سے حصے ہیں مثلاً وحی، جبریل علیہ السلام کا آنا، براہِ راست کلام، پردے کے پیچھے سے کلام، الہام، کشف، فرشتے کا انسانی صورت میں وحی لانا، غیب کی خبریں اور سچے خواب وغیرہ۔ ان میں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے بعد اب نبوت کی تمام قسمیں، حصے اور اجزاء ہمیشہ کے لئے ختم اور منقطع ہیں سوائے سچے خوابوں کے جنھیں نیک آدمی کبھی کبھار دیکھتا ہے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ جو شخص سچے خواب دیکھتا ہے وہ نبی یا رسول ہے بلکہ نبوت اور رسالت کا دروازہ قیامت تک ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے لہٰذا اب نہ کوئی نبی پیدا ہوگا اور نہ رسول پیدا ہوگا۔

۲: بہت سے اہلِ بدعت کے مذاہب کا دارومدار جھوٹے، خود ساختہ اور شیطانی خوابوں پر ہے جن کے ذریعے سے وہ قرآن وحدیث اور اجماع کو رد کر دیتے ہیں۔

۳: یہ ضروری نہیں کہ خواب من وعن پورا ہو یا ہر خواب ضرور بالضرور سچا ثابت ہو، بلکہ اس کی تعبیر بھی ممکن ہے اور خواب میں رموز واشارات اور مجاز وغیرہ کا استعمال بھی ہو سکتا ہے۔

۴: مشہور ثقہ امام قاضی ابو جعفر احمد بن اسحاق بن بہلول بن حسان بن سنان التنوخی البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۱۸ھ) نے کہا: میں عراقیوں کے مذہب پر تھا تو میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا، آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپ پہلی تکبیر میں اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع الیدین کرتے تھے۔

(سنن الدارقطنی ۲۹۲/۱ ح ۱۱۱۲، وسندہ صحیح)

ظاہر ہے کہ حنفی حضرات اس سچے اور نیک آدمی کے خواب کو صحیح نہیں مانتے لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام کے بعد کسی اُمتی کا خواب حجت نہیں ہے اگرچہ وہ یہ دعویٰ کرے کہ اُس نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے۔

استاذ محترم حافظ عبدالحمید ازہر حفظہ اللہ نے فرمایا:

"تعجب ہے کہ حنفی حضرات اس نیکی آدمی کے سچے خواب کو نہیں مانتے، حالانکہ صحیح ترین بلکہ متواتر احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔"

۵: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِس وَالْعِشْرُوْن (٢٥)

أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ أَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ بْنِ تَغْلِبَ بْنِ حَيْدَرَةَ الشَّيْبَانِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٨٤: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ طَبَرْزَدَ الْبَغْدَادِيُّ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ ابْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبَنَّاءِ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْجَوْهَرِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ ٤٥٢: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ ابْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا حَاضِرٌ أَسْمَعُ: حَدَّثَنَا أَبُو عَلِيٍّ بِشْرُ بْنُ مُوسَى بْنِ صَالِحٍ الْأَسَدِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيقِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْنَا: السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ دُونَ عِبَادِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَعَلَى فُلَانٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ((اللَّهُ هُوَ السَّلَامُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: **التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.** [فإنكم إذا قلتموها أصابت كل عبد صالح في السماء والأرض.]* **أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ.**)) أخرجه البخاري [عن اليربوعي عن زهير بن معاوية] * و أخرجه مسلم عن ابن المثنى عن غندر عن شعبة عن منصور كلاهما عن شقيق.

مولده سنة ٥٩٩. و توفي في صفر سنة ٦٨٥.

[نماز میں التحیات پڑھنے اور نبی ﷺ پر سلام کہنے کا بیان]

عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب ہم نبی ﷺ کے پیچھے نماز پڑھتے تو کہتے:
''السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ دُونَ عِبَادِ اللَّهِ، السَّلَامُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ، السَّلَامُ عَلَى فُلَانٍ وَعَلَى فُلَانٍ.''
پھر نبی ﷺ نے ہماری طرف رخ کیا تو فرمایا: اللہ ہی السلام ہے، لہٰذا تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھے تو یہ پڑھے: ''التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ.
پھر تم جب یہ پڑھ لوگے تو آسمان و زمین میں ہر نیک بندے تک پہنچ جائیں گے (یعنی ان کا ثواب پہنچ جائے گا)
أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ''
اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق و تخریج صحیح

یہ حدیث حافظ ابن تیمیہ نے ابوبکر احمد بن جعفر القطیعی کی سند سے روایت کی ہے اور ابوبکر القطیعی کی کتاب: جزء الألف دینار (۲۰۴) میں یہ موجود ہے۔
نیز اسے بخاری (۸۳۱) نے ابونعیم الفضل بن دکین سے اور بخاری و مسلم (۴۰۲) دونوں نے سلیمان الاعمش کی سند سے روایت کیا ہے۔
اعمش کے سماع کی تصریح کے لئے دیکھئے صحیح بخاری (۸۳۱)
* من المخطوطة

شرح و فوائد

۱: اس حدیث میں السلام علیك أیها النبي سے مراد السلام علی النبي ہے،

جیسا کہ صحیح بخاری کی ایک حدیث (۶۲۶۵) سے ثابت ہے۔

۲: رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے اور اب آپ ہمارے درمیان موجود نہیں۔

۳: التحیات میں بعض دوسرے الفاظ بھی ثابت ہیں اور صحیح ثابت جس حدیث پر عمل کر لیں، جائز ہے، بشرطیکہ حدیث منسوخ نہ ہو یا کوئی مانع موجود نہ ہو۔

۴: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت فرض ہے۔

۵: حدیث بھی وحی ہے۔

۶: حدیث کا پڑھنا پڑھانا، سیکھنا سکھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور اسی پر صحابہ کا عمل تھا۔ رضی اللہ عنہم اجمعین

راوی حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود بن غافل بن حبیب بن شمخ بن فار بن مخزوم بن صاہلہ بن کاہل بن الحارث بن تمیم بن سعد بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار الہذلی المکی البدری المہاجر رضی اللہ عنہ

آپ کو ابن ام عبد بھی کہا جاتا تھا۔

پیدائش: آپ ہجرت مدینہ سے تقریباً ۳۰ (تیس) سال قبل پیدا ہوئے۔

تلامذہ: اسود بن یزید، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، براء بن عازب رضی اللہ عنہ، جابر بن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہ، ربعی بن حراش، زاذان ابو عمر الکندی، زر بن حبیش، زید بن وھب، سعد بن ایاس الشیبانی، ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ، شریح بن الحارث، ابو وائل شقیق بن سلمہ، ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ، صلہ بن زفر، طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ، ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ، عبدالرحمٰن بن ابی

لیلیٰ، ابوعثمان عبدالرحمٰن بن مل النہدی، عبیدہ بن عمرو السلمانی، علقمہ بن قیس النخعی اور مسروق بن الاجدع وغیرہم رحمہم اللہ اجمعین۔

(دیکھئے تہذیب الکمال ۴/۲۸۴۔۲۸۵)

قبولِ اسلام:

آپ اسلام کے ابتدائی زمانے میں مسلمان ہو گئے تھے اور آپ کا شمار السابقون الاولون میں ہے۔ رضی اللہ عنہ

فضائل:

آپ کے فضائل بہت زیادہ ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

۱: آپ نے مکی دور میں حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔

۲: آپ غزوۂ بدر اور تمام غزوات میں شریک تھے۔

۳: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے محبت کرتا ہوں، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: چار آدمیوں سے قرآن سیکھو: عبداللہ بن مسعود، سالم مولیٰ ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل۔
آپ نے سب سے پہلے عبداللہ بن مسعود کا ذکر کیا۔ رضی اللہ عنہم

(صحیح بخاری: ۳۷۵۸، صحیح مسلم: ۲۴۶۴)

۴: سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا:
"صَاحِبُ النَّعْلَيْنِ وَالْوِسَادِ وَالْمِطْهَرَةِ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین (جوتے) اٹھانے والے، بستر بچھانے والے اور آپ کے لئے وضو کا پانی اٹھانے والے تھے۔

(صحیح بخاری: ۳۷۴۲)

۵: سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ وقار و سنجیدگی، ہیئت و صورت اور سیرت میں عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے زیادہ کوئی شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا۔

(صحیح بخاری: ۳۷۶۲)

یعنی آپ اتباعِ سنت کی کامل تصویر تھے۔ رضی اللہ عنہ

۶: سیدنا ابوموسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چونکہ عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اوران کی والدہ کثرت کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے جاتے رہتے تھے، لہٰذا ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت میں سے ہیں۔ (صحیح بخاری: ۳۷۶۳، صحیح مسلم: ۲۴۶۰)

۷: سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے فضائل وسیرت پر ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔

حلیہ مبارک: آپ کا رنگ گندمی، قد مختصر اور جسم مبارک دُبلا کمزور تھا۔

(دیکھئے الاکمال مع المشکوٰۃ ج ۳ ص ۶۹۲ اور المستدرک للحاکم ۳/۳۱۳ ح ۵۳۷۰ وسندہ حسن)

علمی آثار: صحیحین میں آپ کی ۶۴ حدیثیں موجود ہیں اور بقی بن مخلد کی مسند میں ۸۴۰ ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۱/۴۶۲)

نیز الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ کی بیان کردہ دو روایتیں (۳، ۳۹) موجود ہیں۔

میدانِ قتال میں: آپ غزوۂ بدر اور تمام غزواتِ نبویہ میں شریک تھے۔ رضی اللہ عنہ

وفات: آپ کچھ دن بیمار رہ کر مدینہ طیبہ میں (۳۲ یا ۳۳، ہجری کو) فوت ہوئے اور اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔ رضی اللہ عنہ (دیکھئے تاریخ الاسلام للذھبی ۳/۳۸۹)

اَلْحَدِيْثُ السَّادِس وَالْعِشْرُوْن (٢٦)

أَخْبَرَنَا أَبُو يَحْيَى إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَمَّادِ بْنِ عَبْدِ الْكَرِيمِ الْعَسْقَلَانِيُّ- بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ فِي سَنَةِ ٦٨١ ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ شَيْبَانَ ، وَالْجَمَّالُ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْحَمَوِيُّ ، وَأَبُو الْحَسَنِ ابْنُ الْبُخَارِيِّ ، وَعَلِيُّ بْنُ مَحْمُودِ بْنِ نبهان * ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ الْبَغْدَادِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا هِبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُصَيْنِ الشَّيْبَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو طَالِبٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ غَيْلَانَ الْبَزَّارُ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الشَّافِعِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدَوَيْهِ الْخَزَّازُ **: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَكْرٍ السَّهْمِيُّ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ ، عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي طَرِيقٍ وَمَعَهُ أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ ، فَعَرَضَتْ لَهُ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِي إِلَيْكَ حَاجَةٌ فَقَالَ: ((**يَا أُمَّ فُلَانٍ! اجْلِسِي فِي أَدْنَى نَوَاحِي السِّكَكِ حَتَّى أَجْلِسَ إِلَيْكِ**)) فَفَعَلَتْ ، فَجَلَسَ إِلَيْهَا حَتَّى قَضَتْ حَاجَتَهَا .

رواه أحمد عن عبد الله بن بكر .

سمع ابن العسقلاني في الرابعة سنة ٥٩٩ . و توفي في رمضان سنة ٦٨٢.

ومولد ابن نبهان* في سنة ٥٩٥ . و توفي في رمضان سنة ٦٨٠.

[عوام کی جائز ضروریات پوری کرنا]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی راستے پر (جا رہے) تھے اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت تھی، پھر ایک عورت نے سامنے آ کر کہا: یا رسول اللہ! مجھے آپ سے ایک کام ہے۔

تو آپ نے فرمایا: اے اُم فلاں! اس گلی کے قریبی کونے (چوک) میں بیٹھ جانا کہ میں بیٹھ کر تیری بات سنوں۔

پھر وہ بیٹھ گئی تو آپ نے بیٹھ کر اس کی بات سنی اور اس نے اپنی ضرورت بیان کر دی۔

اسے احمد (بن حنبل) نے عبداللہ بن بکر (السہمی) سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج — صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی کی سند سے بیان کی ہے اور ابوبکر الشافعی کی روایت کتاب الغیلانیات (قلمی ورقہ ۱۲۹، مطبوعہ ۲/ ۳۶۷ ح ۹۲۴ دوسرا نسخہ: ۸۹۴) میں موجود ہے۔

نیز اسے ابوداود (۴۸۱۸) اور ترمذی (الشمائل بتحقیقی: ۳۳۰) نے بھی روایت کیا ہے اور اس کی سند صحیح ہے۔ (نیز دیکھئے صحیح مسلم: ۲۳۲۶)

* اصل میں شھاب ہے، جبکہ مخطوطے میں نبھان ہے اور یہی راجح ہے۔ واللہ اعلم

** اصل میں الجرار ہے، جبکہ مخطوطے میں الخزاز ہے۔

شرح وفوائد

۱: رسول اللہ ﷺ عام مسلمانوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے اور کاش کہ خلفائے راشدین اور اسلام کے سنہری دور کے بعد صحیح العقیدہ مسلمان حکمرانوں میں بھی ایسی صفات ہوتیں۔!

۲: حسبِ استطاعت ایک دوسرے سے معروف میں ہر ممکن تعاون کرنا چاہئے۔

۳: حدیث میں مذکورہ عورت انصاری تھی، لیکن اس کا نام معلوم نہیں ہے۔ رضی اللہ عنہا

۴: شبہات والے اُمور سے بہت دور رہنا چاہئے اور اس بات کا پورا خیال رکھنا چاہئے کہ لوگوں کے دلوں میں کسی قسم کا شک وشبہ پیدا نہ ہو۔

۵: اجنبیہ عورت کے ساتھ تنہائی میں ملاقات جائز نہیں۔

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ السَّابِعِ وَالْعِشْرُوْن (٢٧)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْجَلِيلُ الصَّالِحُ كَمَالُ الدِّينِ أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحِيمِ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ يُوسُفَ بْنِ قُدَامَةَ الْمَقْدِسِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي صَفَرٍ سَنَةَ ٦٨٠، وَأَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ شَيْبَانَ:أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ الْبَغْدَادِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ:أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدٍ الْبَزَّارُ، وَأَبُو الْمَوَاهِبِ أَحْمَدُ ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مِلُوكٍ الْوَرَّاقُ، قَالَا:أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ طَاهِرُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الطَّبَرِيُّ:أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْغِطْرِيفِ:حَدَّثَنَا أَبُو خَلِيفَةَ:حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ هِشَامٍ، وَشُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

((**الْعَائِدُ فِي هِبَتِهِ كَالْعَائِدِ فِي قَيْئِهِ.**)) متفق عليه.

ولد في حدود سنة ٥٩٨. و توفي في جمادى الأولى سنة ٦٨٠.

[ہبہ شدہ چیز واپس لینے کی مذمت]

(عبداللہ) ابن عباس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا ہبہ واپس لینے والا اس کی طرح ہے جو قے کر کے اسے چاٹ لے۔

متفق علیہ حدیث ہے۔

تحقیق و تخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث عمر بن طبرزد کی سند سے بیان کی اور حافظ ذہبی نے اسے

اپنی سند کے ساتھ ابن طبرزد سے روایت کیا ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۴/۱۰)

نیز اسے بخاری (۲۶۲۱) مسلم (۱۶۲۲) اور ابوداود (۳۵۳۸) وغیرہم نے روایت کیا ہے۔

شرح وفوائد

ا: جو شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کر دے تو اس کا واپس لینا حرام ہے، سوائے والد کے وہ اپنی اولاد کو ہبہ دے کر واپس لے سکتا ہے جیسا کہ سنن ابی داود (۳۵۳۹) سنن ترمذی (۳۷۲۰) صحیح ابن الجارود (۹۹۴) اور مستدرک الحاکم (۲/۴۶ ح ۲۲۹۸ وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی) وغیرہ کتبِ حدیث کی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

۲: قے کھانا یا چاٹنا حرام ہے۔

۳: جو شخص کسی کو صدقہ دے تو اسے واپس (یعنی دوبارہ) خرید نہیں سکتا۔

۴: جسے صدقہ دیا جائے وہ ضرورت کے وقت اسے بیچ سکتا ہے۔

۵: صدقہ واپس لینا بھی جائز نہیں۔

۶: شریعت نے حیلہ بازی اور دھوکوں کا سدِ باب کر دیا ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب القرشی المدنی رضی اللہ عنہ ابن عمِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کی والدہ کا نام ام الفضل لبابہ رضی اللہ عنہا ہے جو کہ ام المومنین میمونہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔

ولادت: ہجرت سے تین سال پہلے شعب ابی طالب میں پیدا ہوئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر پندرہ سال تھی۔

(المستدرک ۳/ ۵۳۳ ح ۶۲۷۳۔۶۲۷۵ وسندہ صحیح)

تلامذہ: ابوامامہ اسعد بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ، انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوالشعثاء جابر بن زید، الحکم بن الأعرج، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، ابوصالح السمان، سعید بن جبیر، سعید بن المسیب، طاوس بن کیسان، طلحہ بن عبداللہ بن عوف، عامر بن شراحیل الشعبی، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عبداللہ بن عبیداللہ بن ابی ملیکہ، عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ اور عکرمہ مولیٰ ابن عباس وغیرہم۔ رحمہم اللہ اجمعین

فضائل:

۱: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو سینے سے لگایا اور فرمایا: اے اللہ اسے الکتاب کا علم سکھا دے اور ایک روایت میں ہے: حکمت سکھا دے۔ (صحیح بخاری: ۷۵، ۳۷۵۶)

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتاب وحکمت کا علم سکھا دیا۔ والحمدللہ

۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے دو دفعہ (حکمت کی) دعا فرمائی۔

(سنن ترمذی: ۳۸۲۳ وسندہ حسن)

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! اسے (ابن عباس رضی اللہ عنہ کو) دین میں فقہ اور (قرآن کی) تفسیر سکھا دے۔

(المستدرک ۳/ ۵۳۴ ح ۶۲۸۰ وسندہ حسن وصححہ الحاکم ووافقہ الذہبی، وھو فی مسند احمد ۱/ ۲۶۶، ۳۱۴، ۳۲۸، ۳۳۵)

۴: آپ نے کفار سے قتال بھی کیا۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۳/ ۳۳۶)

۵: سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے فرمایا: ابن عباس (رضی اللہ عنہ) طائف میں فوت ہوئے اور میں آپ کے جنازے میں موجود تھا، پھر ایک بے مثال اور اور اجنبی قسم کا پرندہ آ کر آپ کی چارپائی یا تابوت میں داخل ہو کر غائب ہو گیا اور اسے کسی نے بھی باہر نکلتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پھر جب آپ کو دفن کیا گیا تو قبر کے ایک کنارے پر یہ غیبی آواز سنی گئی: اے مطمئن روح! اپنے رب کی طرف راضی مرضی حالت میں واپس جاؤ، پھر میرے بندوں میں شامل ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔/ سورۃ الفجر: ۲۸۔۲۹

(فضائل الصحابۃ للامام احمد: ۱۸۷۹، وسندہ حسن، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۰/ ۲۹۰ ح ۱۰۵۸۱، المستدرک للحاکم ۳/ ۵۴۳۔۵۴۴ ح ۶۳۱۲، دلائل النبوۃ للمستغفری ۲/ ۶۳۴ ح ۴۴۵)

اس واقعے کو حافظ ذہبی نے متواتر (قضیۃ متواترۃ) قرار دیا ہے۔ (النبلاء ۳/ ۳۵۸)

۶: آپ کو البحر اور حبر الامہ بھی کہا گیا ہے۔

۷: ربیع بن سبرہ رحمہ اللہ (ثقہ تابعی) نے فرمایا: "مَامَاتَ ابْنُ عَبَّاسٍ حَتّٰی رَجَعَ عَنْ هٰذِهِ الْفُتْیَا." ابن عباس (رضی اللہ عنہ) نے اپنی وفات سے پہلے اس فتوے (متعۃ النکاح کے جواز) سے رجوع کر لیا تھا۔ (مسند ابی عوانہ ج ۲ ص ۲۷۳ ح ۳۲۸۴ وسندہ صحیح)

آپ کے فضائل بے شمار ہیں۔ (دیکھئے تہذیب الکمال ۴/ ۱۷۸)

علمی آثار: آپ نے سولہ سو ساٹھ (۱۶۶۰) احادیث بیان کیں، جن میں سے ۷۵ متفق علیہ ہیں۔ ۲۱ صرف صحیح بخاری اور ۹ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۳/ ۳۵۹)

وفات: آپ ۶۹ یا ۷۰ھ میں طائف میں فوت ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنِ وَالْعِشْرُوْن (٢٨)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخ الثِّقَةُ زَيْنُ الدِّينِ أَبو بكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي طَاهِرٍ إِسْمَاعِيلُ ابْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْمُحسِنِ الْأَنْمَاطِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَجَبٍ سَنَةَ ٦٦٨، وَأَبُو حَامِدٍ ابْنُ الصَّابُونِيِّ، وَالرَّشِيدُ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدٍ العَامِرِيُّ، قَالُوا:أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَضْلِ الْحَرَسْتَانِيُّ:أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ طَاهِرُ بْنُ سَهْلِ بْنِ بِشْرٍ [الأسفرائيني] *: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ ** مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ الْأَزْدِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رُزَيْقٍ ☆ بِانْتِقَاءِ خَلَفٍ الْحَافِظِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَجَّاجِ بْنِ رِشْدِينَ الْمَهْدِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: حَدَّثَنَا أَبُو عَمْرٍو الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: **((اقْتُلُوا الْحَيَّاتِ وَذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْأَبْتَرَ، فَإِنَّهُمَا يَلْتَمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ الْحَبَلَ.))** وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقْتُلُ كُلَّ حَيَّةٍ، فَرَآهُ أَبُو لُبَابَةَ أَوْ زَيْدُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يُطَارِدُ حَيَّةً فَقَالَ لَهُ: قَدْ نُهِيَ عَنْ ذَوَاتِ الْبُيُوتِ.

أَخْبَرَنَا بِهِ هِبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْحَارِثِيُّ، وَالشَّيْخُ شَمْسُ الدِّينِ بْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ مُلَاعِبٍ: أَخْبَرَنَا الْأَرْمَوِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ الْبُسْرِيِّ: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْفَرَضِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْمَطِيرِيُّ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ مَطَرٍ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ فَذَكَرَهُ.

ولد سنة ٦٠٩. و توفي في ذى الحجة سنة ٦٨٤ بالقاهرة.

[سانپ مارنے کا بیان]

سالم (رحمہ اللہ) اپنے والد (سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سانپوں کو قتل کرو، زہریلے دھاری دار لکیر دار چھوٹی دم والے سانپ اور چھوٹی دُم کے موذی سانپ کو قتل کرو کیونکہ یہ بصارت چھین لیتے ہیں اور حمل گرا دیتے ہیں۔

ابن عمر (رضی اللہ عنہ) ہر سانپ کو قتل کر دیتے تھے، پھر ابولبابہ یا زید بن الخطاب نے انھیں دیکھا وہ ایک سانپ کا پیچھا کر رہے تھے تو انھیں بتایا کہ گھروں میں رہنے والے سانپوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

یہ روایت حافظ ذہبی نے بھی اپنی سند کے ساتھ عبدالصمد بن محمد الحرستانی سے مختصراً روایت کی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء ۱۸/۲۵۳۔۲۵۴)

نیز اسے بخاری (۳۲۹۷) اور مسلم (۲۲۳۳) وغیرہما نے بھی امام ابن شہاب الزہری کی سند سے روایت کیا ہے۔

سفیان بن عیینہ کی تصریحِ سماع کے لئے مسند الحمیدی (بتحقیقی: ۶۲۰) دیکھیں اور زہری کے سماع کی تصریح صحیح مسلم (۲۲۳۳، ترقیم دارالسلام: ۵۸۲۶) میں موجود ہے۔

* من المخطوطة ** اصل میں ابوالحسن ہے، جبکہ مخطوطے میں ابوالحسین ہے۔

☆ اصل میں زریق ہے، جبکہ مخطوطے میں رزیق ہے۔

شرح وفوائد

۱: موذی جانوروں کو قتل کر دینا جائز ہے۔ ۲: سانپوں کو قتل کرنا صحیح ہے۔

۳: انسان کو تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے بشرطیکہ وہ ایمان اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو، ورنہ وہ اسفل السافلین سے بھی زیادہ ذلیل بن جاتا ہے۔

۴: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِع وَالْعِشْرُوْن (٢٩)

أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو الْفَرَجِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ سَعْدٍ الْمَقْدِسِيُّ سَنَةَ ٦٨١ ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ شَيْبَانَ ، وَإِسْمَاعِيلُ بْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ ، قَالَ الْأَوَّلَانِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ زَيْدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْكِنْدِيُّ ، وَقَالَ الْآخَرَانِ : أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصِ بْنُ طَبَرْزَدَ ، قَالَا: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ ابْنُ عَبْدِ الْبَاقِي بْنِ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُمَرُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَفَّافُ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٤٤٧: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَضْلِ عُبَيْدُ اللَّهِ * بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي سَنَةِ ٣٧٣: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَبِيبٍ[لوين] **: حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ رَاشِدٍ ، عَنْ عَطَاءٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ:

((لَا يُقِيمُ إِلَّا مَنْ أَذَّنَ.))

مولده سنة ٦٠٦ . و توفي في ذى القعدة سنة ٦٨٩ .

[کیا مؤذن ہی اقامت کہے؟]

ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اذان دے، اُس کے سوا کوئی بھی اقامت نہ کہے۔

تحقیق وتخریج سندہ ضعیف جداً

اسے عبد بن حمید (المسند: ۸۰۹، قلمی ص ۱۰۵) طرسوی (مسند ابن عمر: ۲۵) اور طبرانی

(المعجم الكبیر ۱۲/۴۳۵) وغیرہم نے سعید بن راشد السماک الازنی کی سند سے روایت کیا ہے۔

سعید بن راشد مذکور سخت ضعیف، متروک اور منکر الحدیث راوی ہے۔

(دیکھئے لسان المیزان ۳/ ۲۷۔۲۸، دوسرا نسخہ ۳/ ۲۶۰۔۲۶۱)

اس روایت کے ضعیف و مردود شواہد کے لئے دیکھئے سنن ابی داود (۵۱۴) وغیرہ۔

فائدہ: سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ آئے، انھوں نے اذان دی اور (خود ہی) اقامت کہی۔

(السنن الکبریٰ للبیہقی ۱/ ۳۹۹ وقال: "ھذا إسنادہ صحیح" مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۹۶ ح ۲۲۴۲ وسندہ صحیح)

اس سے ثابت ہوا: بہتر یہی ہے کہ موذن ہی اقامت کہے۔

راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

* اصل میں عبداللہ ہے، جبکہ مخطوطے میں عبیداللہ ہے اور یہی صحیح ہے۔

** من المخطوطة

اَلْحَدِيْثُ الثَّلَاثُوْن (٣٠)

أَخْبَرَنَا الْأَصِيلُ الْمُسْنَدُ نَجْمُ الدِّينِ أَبُو الْعِزِّ يُوسُفُ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْمُجَاوِرُ الشَّيْبَانِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي الْمُحَرَّمِ سَنَةَ ٦٨٠ ، وَالْمُسْلِمُ بْنُ عَلَّانٍ ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَنِ زَيْدُ ابْنُ الْحَسَنِ بْنِ زَيْدٍ الْكِنْدِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مَنْصُورٍ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زُرَيْقٍ الْقَزَّازُ الشَّيْبَانِيّ: أَخْبَرَنَا الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ ثَابِتٍ الْخَطِيبُ: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْمُؤَدِّبُ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ الْمُثَنَّى الْعَنْبَرِيُّ بِأَسْتَرَابَادَ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ سَعِيدٍ الْجَوْهَرِيُّ الْبَغْدَادِيُّ بِأَرَّجَانَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ ، قَالَ الْخَطِيبُ: وَأَخْبَرَنَا أَبُو عُمَرَ ابْنُ مَهْدِيٍّ ، وَجَمَاعَةٌ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مُحَمَّدٍ الصَّفَّارُ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَرَفَةَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عَيَّاشٍ: حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ، عَنْ نَافِعٍ ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَا تَقْرَأُ الْجُنُبُ وَلَا الْحَائِضُ شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ .)) لفظ حديث الجوهري. رواه الترمذي عن ابن عرفة و ابن حجر ورواه ابن ماجه عن هشام بن عمار كلهم عن إسماعيل .وَأَخْبَرَنَا عَالِيًا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الدَّائِمِ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْفَرَجِ بْنُ كُلَيْبٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ ابْنُ بَيَانٍ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ بْنُ مَخْلَدٍ: أَخْبَرَنَا الصَّفَّارُ ، فَذَكَرَهُ.

مولده في سنة ٦٠١ . و توفي في ذى القعدة سنة ٦٩٠ .

[حالتِ جنابت اور حالتِ حیض میں قرآن کی تلاوت]

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنبی اور حائضہ دونوں قرآن میں سے کچھ بھی نہ پڑھیں۔

اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

تحقیق و تخریج سندہ ضعیف

حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ خطیب بغدادی اور حسن بن عرفہ سے بیان کی ہے اور یہ روایت تاریخ بغداد (۲/ ۱۴۵ ت ۵۶۰) اور حسن بن عرفہ کی کتاب (جزء: ۶۰) میں یہ روایت موجود ہے۔

نیز اسے ترمذی (۱۳۱) نے حسن بن عرفہ سے اور ابن ماجہ (۵۹۵) نے اسماعیل بن عیاش کی سند سے روایت کیا ہے۔

اس روایت کی سند اس وجہ سے ضعیف ہے کہ اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت ضعیف ہوتی ہے اور یہ غیر شامیوں سے روایت ہے۔

(اسماعیل بن عیاش کی غیر شامیوں سے روایت پر جرح کے لئے دیکھئے سنن ترمذی: ۱۳۱)

اس باب میں سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی روایت حسن لذاتہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں قرآن پڑھتے تھے سوائے جنابت کے۔

(دیکھئے سنن ابی داود: ۲۲۹، سنن ترمذی: ۱۴۶، وغیرہما وقال الترمذی: حسن صحیح)

اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ثابت ہے کہ حالتِ جنابت میں ایک حرف بھی نہیں پڑھنا چاہئے۔ (دیکھئے الاوسط لابن المنذر ۲/ ۹۹ ح ۶۱۶۔ ۶۱۷، مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۰۲ ح ۱۰۸۶، سنن دارقطنی ۱/ ۱۱۸ ح ۴۱۹ وقال: ''ھو صحیح عن علی'' وسندہ حسن)

جبکہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ جنبی حالتِ جنابت میں ایک دو آیتیں پڑھ سکتا ہے۔

(ابن ابی شیبہ بحوالہ تغلیق التعلیق ۲/ ۱۷۱، نیز دیکھئے صحیح بخاری قبل ح ۳۰۵)

مشہور ثقہ تابعی امام عکرمہ رحمہ اللہ بھی اسی بات کے قائل تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ۱/ ۱۰۲ ح ۱۰۸۹، وسندہ صحیح)

اور امام محمد بن علی الباقر رحمہ اللہ بھی اسی کے قائل تھے۔ (ایضاً ح ۱۰۸۸، وسندہ صحیح)

ان آثار کی رو سے عرض ہے کہ اگر حافظہ، معلّمہ اور متعلمہ حالتِ حیض میں، اضطرار کی وجہ سے ایک دو آیت کر کے تلاوتِ قرآن کر سکتی ہے۔ واللہ اعلم

(نیز دیکھئے خواجہ محمد قاسم رحمہ اللہ کی کتاب: قد قامت الصلوٰۃ ص ۹۵۔۹۸)

راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيْثُ الْحَادِي وَالثَّلَاثُوْن (٣١)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْحَافِظُ جَمَالُ الدِّينِ أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ ابْنِ مَحْمُودِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَلِيِّ ابْنِ الصَّابُونِيِّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ ٦٦٨: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ مُحَمَّدِ بن أبي الفضل الحرستاني: أَخْبَرَنَا جمالُ الاسلامِ[أبو الحسن]** عَلِيُّ بْنُ الْمُسْلِمِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْفَتْحِ السُّلَمِيُّ سَنَةَ ٥٢٦: أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْحَدِيدِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُوسَى بْنِ الْحُسَيْنِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَبِي العقب: حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ صَفْوَانَ النَّصْرِيُّ*: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ الزُّهْرِيَّ عَنِ الَّتِي اسْتَعَاذَتْ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا أَتَى بِابْنَةِ الْجَوْنِ فَدَنَا مِنْهَا.

قَالَتْ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْكَ!

قَالَ: (([لقد عذت بمعاذ]** **الْحَقِي بِأَهْلِكِ**))

[قال الزهري: الحقي بأهلك]** تَطْلِيقَةً .

قال أبو زرعة: لم يروه من الأئمة فى الحديث غير الأوزاعي.

مولده سنة ٦٠٤. وتوفي في ذى القعدة سنة ٦٨٠.

[کن الفاظ سے طلاق واقع ہو جاتی ہے]

(امام عبدالرحمٰن بن عمرو) الاوزاعی (رحمہ اللہ) سے روایت ہے کہ میں نے (امام) زہری (رحمہ اللہ) سے اس عورت کے بارے میں پوچھا، جس نے رسول اللہ ﷺ سے اللہ کی پناہ مانگی تھی تو انھوں نے فرمایا: مجھے عروہ (بن الزبیر رحمہ اللہ) نے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ جب جون کی بیٹی (امیمہ الجونیہ) کے پاس آئے اور قریب ہوئے تو اس نے کہا: میں آپ سے اللہ کی پناہ چاہتی ہوں۔

آپ (ﷺ) نے فرمایا: اپنے گھر والوں کے پاس چلی جا۔

اسے ایک طلاق شمار کیا گیا۔

ابوزرعہ (الدمشقی) نے فرمایا: اس حدیث کو اماموں میں سے اوزاعی کے سوا کسی نے بھی روایت نہیں کیا ہے۔

تحقیق وتخریج: صحیح

اسے امام بخاری (۵۲۵۴) نے بھی ''ولید بن مسلم :حدثنا الأوزاعي قال: سألت الزهري :أي أزواج النبي ﷺ استعاذت منه؟ قال :أخبرني عروة عن عائشة رضي الله عنها'' کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ سند بالکل صحیح ہے۔

* اصل میں البصری ہے، جبکہ مخطوطے میں النصری ہے۔

** من المخطوطة

شرح وفوائد

۱: یہ غیر عورت نہیں تھی بلکہ نبی ﷺ کی منکوحہ بیوی تھیں مگر ان سے خلوتِ صحیحہ نہیں ہو سکی لہٰذا یہ ازواج النبی ﷺ سے خارج ہیں۔ (دیکھئے میری کتاب: صحیح بخاری کا دفاع ص ۱۴۳۔۱۴۶)

۲: اس عورت کا نام امیمہ بنت شراحیل الجونیہ ہے۔

۳: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيْثُ الثَّانِي وَالثَّلَاثُوْن (٣٢)

أَخْبَرَنَا الجَمَّالُ أَحْمَدُ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْوَاعِظُ ابْنُ الحَمَوِيِّ، بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَجَبٍ سَنَةَ ٦٨٠۔ وَقِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي سَنَةِ ٦٨١ أَيْضًا: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الجَلِيلِ بْنُ أَبِي غَالِبِ بْنِ أَبِي المَعَالِي بْنِ مَنْدَوَيْهِ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦١٠:[أخبرنا أبو المحاسن نصر بن المظفر البرمكي قراءة عليه] * :أَخْبَرَنَا [أبو الحسين] * أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ النَّقُّورِ الْبَزَّارُ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ حبابة: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْبَغَوِيُّ فِي سَنَةِ ٣١٥: حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ طَالُوتُ بْنُ عَبَّادٍ الصَّيْرَفِيُّ مِنْ كِتَابِهِ: حَدَّثَنَا فَضَّالُ بْنُ جُبَيْرٍ، سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ البَاهِلِيَّ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:

((اُكْفُلُوا لِي بِسِتٍّ أَكْفُلْ لَكُمْ بِالْجَنَّةِ: إِذَا حَدَّثَ أَحَدُكُمْ فَلَا يَكْذِبْ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ فَلَا يَخُنْ، وَإِذَا وَعَدَ فَلَا يُخْلِفْ، غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ، وَكُفُّوا أَيْدِيَكُمْ، وَاحْفَظُوا فُرُوجَكُمْ.))

ولد في حدود سنة ستمائة. و توفي في ذى الحجة سنة ٦٨٧.

[چھ اعمال کی وجہ سے جنت کی ضمانت]

ابوامامہ الباہلی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو، میں تمھیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں:

(۱) جب تم میں سے کوئی شخص بات کرے تو جھوٹ نہ بولے۔

(۲) اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کرے۔

(۳) اور جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے۔

(۴) اپنی آنکھوں کو (بے حیائی اور غلط کاموں سے) جھکا کر رکھو۔

(۵) اور اپنے ہاتھوں کو (ظلم وزیادتی سے) روک لو۔

(٦) اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔

تحقیق و تخریج سندہ ضعیف

اسے حافظ ابن تیمیہ اور سمعانی (دونوں) نے ابن النقور کی سند سے روایت کیا ہے۔

(دیکھئے ادب الاملاء والاستملاء للسمعانی ص ۳۹)

نیز طبرانی (المعجم الکبیر ۸/۳۱۴ ح ۸۰۱۸) ابن حبان (المجروحین ۲/۲۰۴) اور خطیب بغدادی (تاریخ بغداد ۷/۳۹۲) وغیرہم نے فضال بن جبیر کی سند سے روایت کیا ہے۔

فضال ضعیف راوی ہے، اسے ابو حاتم الرازی وغیرہ نے ضعیف قرار دیا اور ہیثمی نے فرمایا: "وھو ضعیف" (مجمع الزوائد ۱۰/۳۰۱)

اس روایت کے بہت سے ضعیف شواہد بھی ہیں، جن میں سے بعض کا تذکرہ کتاب الاربعین کی مطول تخریج میں ہے اور یہ روایت ان تمام شواہد کے ساتھ ضعیف ہی ہے۔

(نیز دیکھئے مشکوۃ المصابیح بتحقیقی: ۴۸۷۰)

❊ من المخطوطة

راوئ حدیث کا تعارف:

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ

سیدنا ابو امامہ الباہلی رضی اللہ عنہ کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام ونسب: ابو امامہ صُدَی بن عجلان بن عمرو بن وھب الباہلی رضی اللہ عنہ، نزیل حمص

حجۃ الوداع کے موقع پر آپ تیس (۳۰) سال کے تھے۔ رضی اللہ عنہ

تلامذہ: خالد بن معدان ، رجاء بن حیوہ الکندی ، سالم بن ابی الجعد، سلیم بن عامر الخبائری، شریح بن عبید الحضرمی، شہر بن حوشب، عمرو بن عبداللہ الحضرمی، قاسم ابوعبدالرحمٰن، لقمان بن عامر اور مکحول الشامی وغیرہم رحمہم اللہ۔

فضائل:

۱: ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو باہلہ کی طرف بھیجا، تا کہ وہ اپنی قوم کے لوگوں کو دینِ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیں، لیکن لوگوں نے انکار کر دیا اور انھیں کھانا پینا بھی نہیں دیا، حالانکہ وہ اس وقت سخت بھوکے تھے۔ پھر وہ (تھکاوٹ کی وجہ سے) سو گئے تو خواب میں آپ کو کھلایا پلایا گیا اور جب بیدار ہوئے تو بھوک پیاس کے اثرات ختم ہو چکے تھے۔ یہ دیکھ کر سارے لوگ مسلمان ہو گئے۔

(دیکھئے المعجم الکبیر للطبرانی ۸/۳۴۳۔۳۴۴ ح ۸۰۹۹ وسندہ حسن)

۲: آپ کثیر الروایہ صحابۂ کرام میں سے تھے۔ رضی اللہ عنہ

علمی آثار: المسند الجامع میں آپ سے مروی روایات (صحت وضعف سے قطعِ نظر) ایک سو ساٹھ (۱۶۰) ہیں۔ (دیکھئے ج ۷/ص ۳۸۸۔۴۸۲ ح ۵۲۱۵۔۵۳۷۵)

الاربعون فی الحث علی الجہاد لابن عساکر میں آپ سے مروی دو روایتیں ہیں: ۱۵، ۲۰

وفات: ۸۶ھ بمقام دنوہ، حمص (شام) رضی اللہ عنہ

اَلْحَدِيْثُ الثَّالِث وَالثَّلاَثُوْن (٣٣)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الأَمِينُ الصَّدُوقُ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو غَالِبِ الْمُظَفَّرُ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ خَلِيلِ الأَنْصَارِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ ٦٨٤ ، وَأَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ عَبَّاسٍ الْفَاقُوسِيُّ، وَأَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْعَامِرِيُّ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَضْلِ ابْنِ الْحَرَسْتَانِيِّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ طَاهِرُ بْنُ سَهْلِ بْنِ بِشْرِ بْنِ أَحْمَدَ الْإِسْفِرَائِينِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيِّ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْأَزْدِيُّ الْمِصْرِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو الْحَسَنِ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ الْعَبَّاسِ الْأَخْمِيمِيُّ بِانْتِقَاءِ عَبْدِ الْغَنِيِّ بْنِ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَامَةَ: حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ: حَدَّثَنِي طَلْحَةُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ ، أَنَّ سَعِيدًا الْمَقْبُرِيَّ حَدَّثَهُ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَ: **((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ، إِيمَانًا بِاللَّهِ، وَتَصْدِيقَ مَوْعُودِ اللَّهِ، كَانَ شِبَعُهُ وَرِيُّهُ وَرَوْثُهُ وَبَوْلُهُ فِي مِيزَانِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.))**

توفي في جمادى الأولى ٦٨٨ . وعمره اثنان و ثمانون سنة .

و توفي الفاقوسي في شعبان سنة ٦٨٢ وله خمس و سبعون سنة.

[جہاد فی سبیل اللہ کے لئے گھوڑا پالنے کی فضیلت]

ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان

اوراس کے وعدوں کی تصدیق کرتے ہوئے ایک گھوڑا روکا (پالا) تو اس گھوڑے کا سیر ہوکر چارہ کھانا اور پانی پینا، اس کا لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کی میزان (ترازو) میں نیکیاں بن جائیں گی۔

تحقیق و تخریج صحیح

اسے حافظ ابن تیمیہ نے ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی کی سند سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث طحاوی کی کتاب شرح معانی الآثار (۳/۲۷۴) میں موجود ہے۔
نیز اسے بخاری (۲۸۵۳، وعند البغوی فی شرح السنۃ ۱۰/ ۳۸۸ ح ۲۶۴۸ وقال: ھذا حدیث صحیح) وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔ (نیز دیکھئے میری مترجم کتاب: فضائلِ جہاد ص ۱۳۰ ح ۲۷)

شرح و فوائد

۱: جہاد کی تیاری میں جو مال و دولت خرچ کیا جائے اور محنت کی جائے، قیامت کے دن اس کا بہت بڑا اجر ملے گا۔ ان شاء اللہ

۲: قیامت کے دن اچھے اور بُرے اعمال کا وزن ہوگا۔

۳: بعض لوگوں کے اچھائی اور برائی والے صحیفے تولے جائیں گے۔

۴: بعض لوگوں کے اجسام تولے جائیں گے، جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے وزن والی حدیث سے ظاہر ہے۔

۵: جہاد کے لئے صحیح عقیدہ اور توحید و سنت پر ثابت قدم ہونا ضروری ہے۔

۶: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

۷: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعِ وَالثَّلَاثُوْن (٣٤)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ مُحْيِي الدِّينِ أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَصْرُونَ التَّمِيمِيُّ- بِقِرَاءَتِي عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٨٢ ، وَأَبُو حَامِدٍ الصَّابُونِيُّ ، قَالَا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي الْفَضْلِ الْحَرَسْتَانِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ طَاهِرُ بْنُ سَهْلٍ الْإِسْفِرَائِينِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ مَكِّيٍّ الْأَزْدِيُّ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو الْحُسَيْنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحَاقَ بْنِ يَزِيدَ الْحَلَبِيُّ سَنَةَ ٣٩٠: حَدَّثَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ سَعِيدٍ الْقَاضِي: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ جَابِرٍ الْكَلَاعِيُّ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **((إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا يَنْتَزِعُهُ مِنَ النَّاسِ، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ، فَإِذَا لَمْ يُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤَسَاءَ جُهَّالًا فَسُئِلُوا، فَأَفْتَوْا بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَضَلُّوا وَأَضَلُّوا .))** وَأَخْبَرَنَاهُ عَالِيًا أَبُو الْحَسَنِ ابْنُ الْبُخَارِيِّ: أَخْبَرَنَا ابْنُ طَبَرْزَدَ: أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْبَاقِلَّانِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الْوَرَّاقُ إِمْلَاءً: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سُلَيْمَانَ الْوَاسِطِيُّ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ، وَحَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو ، فَذَكَرَهُ. أخرجه البخاري و مسلم من حديث هشام .

مولده سنة ٥٩٩. و توفي في ثالث ذى القعدة سنة ٦٨٢.

[علم وعلماء کا خاتمہ اور جہلاء کی سرداری]

ابو ہریرہ اور عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہما) سے (دوسندوں کے ساتھ) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو اس طرح قبض نہیں کرے گا کہ لوگوں کے دلوں سے اسے (اچانک) کھینچ لے، بلکہ وہ علماء کی روحیں قبض کرے گا، پھر جب کوئی عالم باقی نہ بچے گا تو لوگ جاہلوں کو اپنا سردار بنالیں گے، پھر ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو یہ لوگ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، پس یہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

عبداللہ بن عمرو (بن العاص رضی اللہ عنہ) والی حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج صحیح

اس روایت کی دوسندیں ہیں:

۱: **العلاء بن سليمان عن الزهري عن أبي سلمة عن أبي هريرة رضي الله عنه**

اسے ابن عدی (الکامل ۵/ ۱۸۶۵) اور عقیلی (الضعفاء الکبیر ۳/ ۳۴۵) نے روایت کیا ہے اور یہ سند علاء بن سلیمان سخت ضعیف راوی کی وجہ سے سخت ضعیف ومردود ہے۔ امام زہری کی دوسری سند (**الزهري عن عروة عن عبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنه**) کے لئے دیکھئے السنن الکبریٰ للنسائی (۵۹۰۸ وسنده صحيح الى الزهري رحمه الله) اس کی سند میں امام زہری کی تصریحِ سماع میں نظر ہے۔

۲: **هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة رضي الله عنها**

اسے بخاری (۱۰۰) مسلم (۲۶۷۳) اور ترمذی (۲۶۵۲ وقال: هذا حديث حسن صحيح) وغیرہم نے صحیح سندوں سے روایت کیا ہے۔

شرح وفوائد

۱: جو لوگ علم یعنی کتاب وسنت کے بغیر فتوے دیتے ہیں وہ جاہل اور گمراہ ہیں۔

۲: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے اخبارِ غیب میں سے جو اطلاع فرمائی تھی وہ آپ جانتے تھے۔

۳: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث وحی ہے۔

۴: فتویٰ ہمیشہ قرآن وحدیث اور دلیل سے دینا چاہئے، یا پھر کہہ دیا جائے کہ میں نہیں جانتا۔

۵: قیامت سے پہلے جہلاء کی اندھی عقیدت اور تقلید کا عوامی رواج ہوگا، سوائے اس خوش قسمت کے جسے اللہ تعالیٰ ہدایت کی توفیق دے۔

۶: صحیح بخاری کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ "فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ فَيَضِلُّوْنَ وَ يَضِلُّوْنَ." پھر جاہل لوگ رہ جائیں گے، ان سے مسئلے پوچھے جائیں گے تو وہ اپنی رائے سے فتوے دیں گے لہٰذا وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے۔ (ح ۷۳۰۷)

اس حدیث میں کتاب وسنت کے خلاف فیصلے کرنے والے اہل الرائے کا زبردست رد ہے۔

۷: صحیح العقیدہ اور سنی علماء مسلسل کم ہوتے رہیں گے، اِلا یہ کہ کسی خاص دور یا خاص علاقے کی کوئی تخصیص ثابت ہو۔

۸: سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۸

۹: سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۲

اَلْحَدِيْثُ الْخَامِس وَالثَّلَاثُوْن (٣٥)

أَخْبَرَنَا أَقْضَى الْقُضَاةِ نَفِيسُ الدِّينِ أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ جَرِيرٍ الْحَارِثِيُّ الشَّافِعِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٧٩، وَالشَّيْخ شَمْسُ الدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي عُمَرَ، وَأَحْمَدُ ابْنُ شَيْبَانَ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو الْبَرَكَاتِ دَاوُدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُلَاعِبٍ الْبَغْدَادِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا الْإِمَامُ أَبُو الْفَضْلِ مُحَمَّدُ بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوسُفَ الْأَرْمَوِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٥٤٦: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَلِيُّ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْبُسْرِيِّ سَنَةَ ٤٦٥: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي مُسْلِمٍ الْفَرَضِيُّ: حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ أَحْمَدَ الْمَطِيرِيُّ سَنَةَ ٣٣٣: أَخْبَرَنَا أَبُو أَحْمَدَ بِشْرُ ابْنُ مَطَرٍ الْوَاسِطِيُّ بِسُرَّ مَنْ رَأَى: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ: رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُومُ بِهِ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ، وَرَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُهُ آنَاءَ اللَّيْلِ وَآنَاءَ النَّهَارِ فِي حَقِّهِ.))

توفي في صفر سنة ٦٨٠ وله ثلاث و سبعون سنة.

[اللہ کے جن بندوں پر رشک آئے]

عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد (یعنی رشک) صرف دو آدمیوں سے جائز ہے:

(۱) وہ آدمی جسے اللہ نے قرآن (کا حفظ وعلم) عطا فرمایا ہے، پھر وہ رات کو اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اور دن کو اسے پھیلاتا ہے۔

(۲) اور وہ آدمی جسے اللہ نے مال دیا ہے، پھر وہ اسے رات اور دن کو حق کے لئے (یا مستحقین پر) خرچ کرتا ہے۔

تحقیق و تخریج صحیح

اسے بخاری (۷۵۲۹) اور مسلم (۸۱۵، دارالسلام: ۱۸۹۴) نے سفیان بن عیینہ کی سند سے روایت کیا ہے۔

امام سفیان بن عیینہ اور امام زہری دونوں کے سماع کی تصریح کے لئے دیکھئے صحیح مسلم (ترقیم دارالسلام: ۱۸۹۴۔۱۸۹۵)

شرح و فوائد

۱: وہ حسد جس میں دوسرے شخص سے بغض رکھا جائے، اس کا نقصان اور زوالِ نعمت مقصود ہو اور صرف اپنا مفاد ہی پیشِ نظر ہو تو یہ حرام ہے۔

رہا نیک کاموں میں ریس اور رشک کرنا تو اس حدیث کی رُو سے جائز ہے، بشرطیکہ نیت خالصتاً اللہ کی رضامندی کے لئے ہو اور ریا سے کلیتاً اجتناب کیا جائے۔

۲: تعلیمِ قرآن اور سخاوت کی بہت بڑی فضیلت ہے۔

۳: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيثُ السَّادِس وَالثَّلَاثُوْن (٣٦)

أَخْبَرَنَا الشَّيْخُ الْإِمَامُ الزَّاهِدُ شَمْسُ الدِّينِ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْكَمَالِ عَبْدِ الرَّحِيمِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، وَشَمْسُ الدِّينِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّيْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ الْمَقْدِسِيَّانِ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِمَا وَأَنَا أَسْمَعُ فِي سَنَةِ ٦٨١، قَالَا: أَخْبَرَنَا الشَّرِيفُ أَبُو الْفُتُوحِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرُوك الْبَكْرِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْأَسْعَدِ هِبَةُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ ابْنِ أَبِي الْقَاسِمِ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ هَوَازِنَ الْقُشَيْرِيُّ: أَخْبَرَنَا جَدِّي: أَخْبَرَنَا أَبُو الْحُسَيْنِ الْخَفَّافُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ السَّرَّاجُ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:

((إِنَّ الَّذِي تَفُوتُهُ صَلَاةُ الْعَصْرِ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.))

ولد في سنة ٦٠٧. و توفي في جمادى الأولى سنة ٦٨٨.

[جان بوجھ کر نمازِ عصر ترک کرنے کا انجام]

ابن عمر (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

جس آدمی کی نمازِ عصر فوت ہو جاتی ہے، گویا اُس کا گھر بار، مال و منال چھین لیا گیا۔

تحقیق و تخریج صحیح

یہ حدیث حافظ ابن تیمیہ نے امام ابو العباس محمد بن اسحاق بن ابراہیم السراج النیسابوری رحمہ اللہ (م ۳۱۳ھ) کی سند سے روایت کی ہے۔

ابوالعباس السراج کی دو کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔

(مسند السراج: ۱۰۶۹، حدیث السراج ۳/۵۱ ح ۱۸۲۵)

نیز اسے بخاری (۵۵۲) مسلم (۶۲۶) اور امام مالک (روایۃ یحییٰ ۱/ ۱۱۔۱۲، روایۃ ابن القاسم بتحقیقی: ۱۹۵) وغیرہم نے امام نافع کی سند سے روایت کیا ہے۔

شرح وفوائد

۱: تمام نمازوں کا اہتمام کرنا چاہئے لیکن بعض نمازوں مثلاً نمازِ عصر کے سلسلے میں سخت تاکید آئی ہے۔

۲: تارکِ نماز ایسا بدنصیب مفلس وکنگال ہے جس کا مال ومتاع اور گھر بار سب تباہ و برباد ہو چکے ہیں اور اسے شعور تک نہیں۔

۳: تمام نمازیں اول وقت میں اور باجماعت پڑھنی چاہئیں اور عصر کی نماز اول وقت میں اور باجماعت پڑھنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔

۴: عصر کی نماز کا وقت ایک مثل پر داخل ہو جاتا ہے۔ (دیکھئے سنن الترمذی: ۱۴۹، وقال: حدیث حسن وصححہ ابن خزیمہ: ۳۵۲، وابن حبان: ۲۷۹ وابن الجارود: ۱۴۹، والحاکم ۱/ ۱۹۳، وغیرہم)

لہٰذا فوت ہونے سے بچنے کے لئے اول وقت پر ہی عصر پڑھ لینی چاہئے۔

نماز اول وقت پر پڑھنا بہترین عمل ہے۔

۵: سیدنا ابن حدیدہ الانصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نمازِ عصر کے لئے جا رہا تھا، زوراء کے مقام پر مجھے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ملے اور پوچھا: کہاں جا رہے ہو؟ میں نے کہا: نماز کے لئے۔ انھوں نے فرمایا: تم نے بہت دیر کر دی، جلدی کرو۔

ابن حدیدہ نے کہا: میں نے جا کر مسجد میں نماز پڑھی پھر واپس آیا تو دیکھا کہ میری لونڈی جو پانی لینے گئی ہوئی تھی، اس نے تاخیر کر دی، میں اس کی طرف رُومہ کنویں پر گیا، پھر جب واپس آیا تو سورج اچھا یعنی بلند تھا۔ (الاستذکار ۱/ ۶۶ ح ۲۰ وسندہ صحیح)

معلوم ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز اول وقت پڑھنے کے قائل وفاعل تھے۔

٦: مزید فقہی فوائد کے لئے دیکھئے ماہنامہ الحدیث: ۲۵ص ۶۵، اور ہدیۃ المسلمین: ۷

۷: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيْثُ السَّابِعِ وَالثَّلَاثُوْن (٣٧)

أَخْبَرَتْنَا الشَّيْخَةُ الصَّالِحَةُ أُمُّ الْخَيْرِ سِتُّ الْعَرَبِ بِنْتُ يَحْيَى بْنِ قَايْمَازَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ التَّاجِيَّةُ الْكِنْدِيَّةُ- قِرَاءَةً عَلَيْهَا وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ ٦٨١، وَأَبُو الْعَبَّاسِ بْنُ شَيْبَانَ، وَابْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ، وَأَبُو الْحَسَنِ ابْنُ الْبُخَارِيِّ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْبَنَّاءِ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٥٢٤: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْجَوْهَرِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُونُسَ بْنِ مُوسَى: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ النَّبِيلُ، عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ جَنَابَةٍ، فَيَأْخُذُ حِفْنَةً لِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ يَأْخُذُ حِفْنَةً لِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْسَرِ.

أخرجه البخاري و مسلم و أبو داود والنسائي عن أبي موسى الزمن عن أبي عاصم.

ولدت في سنة ٥٩٩. و توفيت سنة ٦٨٤.

[غسلِ جنابت میں بھی دائیں جانب کا لحاظ]

عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جنابت سے غسل کرتے تو سر کے دائیں حصے کے لئے (دونوں ہتھیلیاں ملاکر) ایک لپ پانی لیتے، پھر بائیں طرف کے لئے دونوں

ھتھیلیاں ملا کر ایک لپ پانی لیتے تھے۔

اسے بخاری، مسلم، ابوداود اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تحقیق و تخریج حسن

حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت ابوبکر القطیعی کی سند سے بیان کی اور القطیعی کی کتاب: جزء الالف دینار (۳۰۹) میں یہ روایت موجود ہے۔

محمد بن یونس الکدیمی سخت مجروح و کذاب راوی ہے، لیکن ثقہ راوی محمد بن المثنیٰ نے صحیح بخاری (۲۵۸) صحیح مسلم (۳۱۸) سنن نسائی (۴۲۴) اور سنن ابی داود (۲۴۰) وغیرہ میں اس کی معنوی متابعت کر رکھی ہے، جس کے ساتھ یہ روایت بلحاظِ متن صحیح ہے۔

حفنہ مٹھی یا چلو بھر پانی کو کہتے ہیں اور احادیثِ غسل میں حفنہ کا ذکر آیا ہے۔

(مثلاً دیکھئے سنن ابی داود: ۲۵۲ وسندہ حسن)

شرح و فوائد

۱: غسل دائیں طرف سے شروع کرنا چاہئے۔

۲: اس روایت کے صحیح متن میں الحلاب جیسی خوشبو یا برتن استعمال کرنے کا بھی ذکر آیا ہے۔

۳: سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ انھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی اور عبادات کو یاد کر کے اُمت تک پہنچا دیا اور اس طرح علم محفوظ ہو گیا۔

۴: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی، چاہے اقوال ہوں یا افعال ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے۔

۵: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۱۶

اَلْحَدِيْثُ الثَّامِنَ وَالثَّلَاثُوْن (٣٨)

أَخْبَرَتْنَا الشَّيْخَةُ الْجَلِيلَةُ الْأَصِيلَةُ أُمُّ الْعَرَبِ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي الْقَاسِمِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي مُحَمَّدِ الْقَاسِمِ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ هِبَةِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَسَاكِرَ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهَا وَأَنَا أَسْمَعُ فِي رَمَضَانَ سَنَةَ ٦٨١ ، وَأَبُوالْعَبَّاسِ ابْنُ شَيْبَانَ ، وَسِتُّ الْعَرَبِ بِنْتُ يَحْيَى بْنِ قَايْمَازَ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَنَحْنُ نَسْمَعُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ هِبَةُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْحُصَيْنِ الشَّيْبَانِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ[أنا أبو طالب محمد بن محمد بن إبراهيم بن غيلان قراءة عليه] *: أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى الْمُزَكِّي النَّيْسَابُورِيُّ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهِ فِي سَنَةِ ٣٥٤: أَخْبَرَنَا أَبُو العباس ** مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ: حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ، عَنْ ثَابِتٍ ، عَنْ أَنَسٍ ، قَالَ: مُطِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَسَرَ عَنْ رَأْسِهِ حَتَّى أَصَابَهُ الْمَطَرُ ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ صَنَعْتَ هَذَا يَا رَسُولَ اللَّهِ؟

قَالَ : ((إِنَّهُ حَدِيثُ عَهْدٍ بِرَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ .))

ولدت سنة ٥٩٨ . و توفيت في شعبان سنة ٦٨٣ .

[بارش میں بھیگنے کا بیان]

انس (بن مالک رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ بارش (شروع) ہوگئی تو آپ نے اپنا سر ننگا کیا، تاکہ بارش کے قطرے سر پر پڑیں۔

میں نے آپ سے کہا: یارسول اللہ ﷺ! آپ نے یہ کیوں کیا ہے؟
آپ نے فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازہ آئی ہے۔

تحقیق وتخریج ۰ حسن

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابو العباس محمد بن اسحاق (بن ابراہیم السراج النیسابوری) کی سند سے بیان کی اور یہ امام السراج کی کتاب البیتوتۃ (ص۶۲ ح ۱۵، طبع دارالریان للتراث۔ القاھرہ مصر، بحوالہ المکتبۃ الشاملہ) میں موجود ہے۔

نیز اسے امام مسلم (۸۹۸، ترقیم دارلسلام: ۲۰۸۳) وغیرہ نے جعفر بن سلیمان کی سند سے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن لذاتہ ہے۔

* من المخطوطۃ

** اصل میں ابوالقاسم ہے، جبکہ مخطوطے میں ابوالعباس ہے اور یہی صحیح ہے۔

شرح وفوائد

۱: ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنی چاہیے اور اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرتے رہنا چاہیے۔

۲: اللہ تعالیٰ اوپر (یعنی سات آسمانوں سے اوپر اپنے عرش پر مستوی) ہے۔

۳: بارش کا پانی پسندیدہ ومفید ہے۔

۴: عام حالات میں سر ڈھانپے رکھنا چاہئے اور ضرورت کے وقت سر ننگا کرنا جائز ہے۔

۵: ٹوپی، عمامے یا عمامہ نمارومال کا استعمال بہتر ہے۔

۶: مردوں کے لئے بہتر یہی ہے کہ سر پر ٹوپی، عمامہ یا رومال کے ساتھ نماز پڑھیں اور ضرورت کے وقت ننگے سر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

دیکھئے السنن الکبریٰ للبیہقی (۲/ ۲۳۶) اور میری کتاب: ہدیۃ المسلمین (ح ۱۰)

یاد رہے کہ عورتوں کے لئے شرعی لباس ضروری ہے اور اگر وہ سر پر دوپٹے کے بغیر نماز پڑھیں تو ان کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (دیکھئے سنن ابی داود: ۶۴۱ بتحقیقی)

۷: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح ۴

اَلْحَدِيْثُ التَّاسِع وَالثَّلَاثُوْن (٣٩)

أَخْبَرَتْنَا الصَّالِحَةُ الْعَابِدَةُ الْمُجْتَهِدَةُ أُمُّ أَحْمَدَ زَيْنَبُ بِنْتُ مَكِّيِّ بْنِ عَلِيِّ بْنِ كَامِلِ الْحَرَّانِيُّ، وَأَحْمَدُ بْنُ شَيْبَانَ، وَإِسْمَاعِيلُ ابْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ عَسَاكِرَ- قِرَاءَةً عَلَيْهِمْ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا أَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ طَبَرْزَدَ الْبَغْدَادِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو غَالِبٍ أَحْمَدُ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ الْبَنَّاءِ: أَخْبَرَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْجَوْهَرِيُّ: أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ حَمْدَانَ بْنِ مَالِكٍ الْقَطِيعِيُّ- قِرَاءَةً عَلَيْهِ: حَدَّثَنَا أَبُو مُسْلِمٍ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ الْبَصْرِيُّ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ، قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ ابْنُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لَهُ مُرْضِعٌ فِي الْجَنَّةِ.))

رواه البخاري عن سليمان بن حرب.

ولدت في سنة ٥٩٨. و توفيت في شوال سنة ٦٨٨.

[رسول اللہ ﷺ کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جنت میں رضاعت]

براء (بن عازب رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے بیٹے (سیدنا) ابراہیم فوت ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اسے جنت میں دودھ پلانے والی ہے۔

اسے بخاری نے سلیمان بن حرب سے روایت کیا ہے۔

تحقیق وتخریج سندہ صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ حدیث ابوبکر القطیعی کی سند سے بیان کی ہے اور القطیعی کی کتاب جزء الالف دینار (۲۵۲) میں یہ درج ذیل سند یعنی معمولی اختلاف سے موجود ہے:

"حدثنا إبراهيم قال: حدثنا سليمان بن حرب و عمرو بن مرزوق ۔ و هذا لفظ عمرو، قالا: حدثنا شعبة عن عدي بن ثابت قال: سمعت البراء..."

نیز اسے امام بخاری (۶۱۹۵) نے سلیمان بن حرب سے روایت کیا ہے۔

شرح وفوائد

۱: مسلمانوں کے فوت شدہ معصوم بچے جنت میں ہوتے ہیں۔

۲: جنت پیدا شدہ موجود ہے۔

۳: جنتیوں کو رزق بھی دیا جاتا ہے۔

۴: ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ ذوالحجہ ۸ھ کو پیدا ہوئے اور اٹھارہ مہینے کی عمر میں فوت ہو گئے۔ (دیکھئے الاصابہ لابن حجر ۱/۹۳ ت ۳۹۸)

۵: ایک روایت میں آیا ہے کہ "ولو عاش لكان صديقًا نبيًا" اگر وہ (ابراھیم بن محمد صلی اللہ علیہ وسلم) زندہ رہتے تو صدیق نبی ہوتے۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۵۱۱)

اس روایت کی سند ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی کی وجہ سے سخت ضعیف و مردود ہے۔

عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے ابراھیم بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے: "ولو قضى أن يكون بعد محمد ﷺ نبي عاش ابنه ولكن لا نبي بعده." اور اگر تقدیر میں یہ ہوتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی پیدا ہوں گے تو آپ کا بیٹا زندہ رہتا، لیکن آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (صحیح بخاری: ۶۱۹۴)

اس موقوف صحیح روایت سے صاف ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوگا۔

(تفصیل کے لئے دیکھئے میری کتاب: تحقیقی مقالات ۵/۱۱۔۵۳)

۶: راویٔ حدیث کے تعارف کے لئے دیکھئے ح۱

اَلْحَدِيْثُ الْأَرْبَعُوْن (٤٠)

أَخْبَرَتْنَا الشَّيْخَةُ الصَّالِحَةُ أُمُّ مُحَمَّدٍ زَيْنَبُ بِنْتُ أَحْمَدَ بْنِ عُمَرَ بْنِ كَامِلِ الْمَقْدِسِيَّةُ۔ قِرَاءَةً عَلَيْهَا وَأَنَا أَسْمَعُ سَنَةَ ٦٨٤ ، وَأَبُو عَبْدِ اللّٰهِ ابْنُ بَدْرٍ، وَأَبُو الْعَبَّاسِ ابْنُ شَيْبَانَ ، وَابْنُ الْعَسْقَلَانِيِّ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ طَبَرْزَدَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْبَيْضَاوِيِّ ، وَالْقَزَّازُ ، وَابْنُ يُوسُفَ ، قَالُوا: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمَسْلَمَةَ: أَخْبَرَنَا الْمُخَلِّصُ: أَخْبَرَنَا أَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مُحَمَّدٍ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ إِسْرَائِيلَ النَّهْرَتِيرِيُّ: حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصْبِحُ جُنُبًا مِنْ غَيْرِ احْتِلَامٍ ثُمَّ يُتِمُّ صَوْمَهُ.

ولدت سنة ٦٠١ ، وتوفيت في شوال سنة ٦٨٧ .

[حالتِ جنابت میں سحری کھانے کا بیان]

رسول اللہ ﷺ کی زوجہ ام سلمہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ احتلام کے بغیر، حالتِ جنابت میں صبح کرتے تھے، پھر اپنا روزہ پورا کرتے تھے۔

تحقیق وتخریج صحیح

حافظ ابن تیمیہ نے یہ روایت ابو طاہر المخلص کی سند سے بیان کی اور یہ المخلصیات (۳/۱۵۱۔۱۵۲ ح۲۱۹۶) میں اسی سند ومتن سے موجود ہے۔

نیز اسے امام نسائی (السنن الکبریٰ: ۳۰۱۱) اور ابن ابی شیبہ (۳/۸۰ ح۹۵۶۹) وغیرہما نے اسامہ بن زید اللیثی (صدوق حسن الحدیث وثقہ الجمہور) کی سند سے روایت کیا ہے، لہٰذا یہ

سند حسن ہے۔

اسامہ بن زید کی متابعت محمد بن یوسف نے کی ہے۔ (دیکھئے صحیح مسلم:۱۱۰۹)

تنبیہ: اس روایت کی سند میں حسن بن اسرائیل النہر تیری (ذکرہ ابن حبان فی الثقات و قال: مستقیم الحدیث) کا تفرد نہیں بلکہ دوسرے ثقہ راویوں نے بھی یہ حدیث بیان کر رکھی ہے۔ والحمدللہ

شرح و فوائد

۱: حالت جنابت میں غسل سے پہلے اگر ضرورت ہو تو کھانا پینا مثلاً سحری کھانا جائز ہے۔

۲: اگر حالتِ جنابت میں صبح کی اذان ہو جائے تو روزے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، بلکہ غسل کر کے نماز پڑھے اور روزہ جاری رکھے۔

۳: جو حکم جنابت کا ہے وہی حالتِ احتلام کا بھی ہے۔

۴: جنابت احتلام یا بیوی سے ہمبستری کی وجہ سے لاحق ہوتی ہے، لہٰذا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

راویٔ حدیث کا تعارف:

اُم المومنین سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

اُم المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ) کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے:

نام و نسب: اُم سلمہ ھند بنت ابی امیہ: حذیفہ یا سہیل بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشیۃ المخزومیۃ، زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ابوسلمہ بن عبدالاسدی کی وفات کے بعد شوال ۴ھ میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے شادی کی۔

تلامذہ: اسامہ بن زید بن حارثہ الکلبی رضی اللہ عنہ، حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف، سعید بن المسیب، ابووائل شقیق بن سلمہ الاسدی، عبداللہ بن شداد، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، عروۃ بن الزبیر اور عمر

بن ابی سلمہ وغیرہم۔ رحمہم اللہ

فضائل:

۱: آپ کا شمار پہلے مہاجرین ومہاجرات اور فقہاءِ صحابیات میں ہے۔

۲: آپ کے دو بیٹے عمر اور سلمہ اور ایک بیٹی زینب تینوں صحابی ہیں۔

۳: رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا: تم خیر (بھلائی) پر ہو۔

(مسند احمد ۶/۲۹۲ ح ۲۶۵۰۸ وسندہ صحیح)

۴: آپ کے لئے یہی فضیلت کافی ہے کہ آپ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ ﷺ کی بیوی اور تمام امتی مسلمانوں کی روحانی ماں (ام المومنین) ہیں۔

۵: آپ نے دو ہجرتیں کیں۔

علمی آثار: آپ نے ۳۷۸ کے قریب احادیث بیان کیں، جن میں ۱۳ متفق علیہا ہیں، نیز ۳ صرف صحیح بخاری میں ۱۳ صرف صحیح مسلم میں ہیں۔ (دیکھئے سیر اعلام النبلاء ۲/۲۱۰)

وفات: آپ تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں ۶۲ ہجری یا اس کے قریب فوت ہوئیں۔ رضی اللہ عنہا

(کتاب الاربعین لابن تیمیہ کی تحقیق وتخریج اور شرح وفوائد کا اختتام)

والحمد للہ رب العالمین

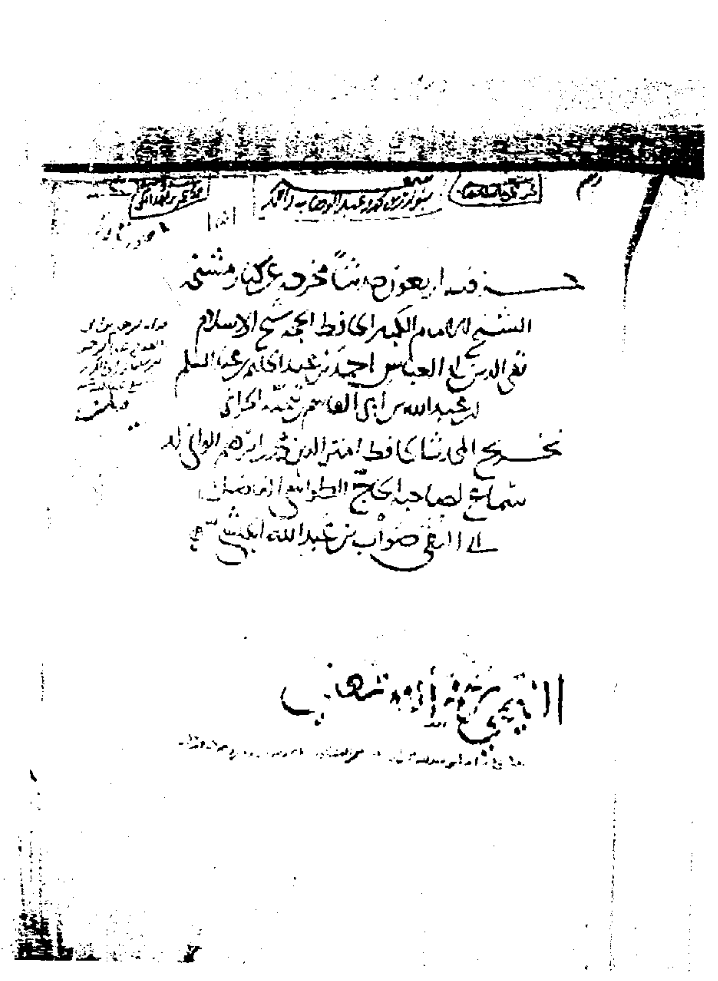
مکتبۃ الحدیث حضرو ضلع اٹک

(۱۸/ شوال ۱۴۳۳ھ بمطابق ۵/ ستمبر ۲۰۱۲ء)

أطراف الآيات والأحاديث والآثار

اسماء الرجال

اشاریہ



کتاب الاربعین لابن تیمیہ (مخطوط) کا ٹائٹل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله نحمده ونستعينه ونستهديه ونستغفره
ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من
يهده الله فلا مضل له ومن يضلل فلا هادي له ونشهد
أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له ونشهد أن محمدا عبده
ورسوله أرسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين
كله ولو كره المشركون صلى الله عليه وعلى آله وسلم تسليما

الحديث الأول

أخبرنا الإمام زين الدين أبو العباس أحمد بن عبد الدائم
بن نعمة بن أحمد المقدسي قراءة عليه وأنا أسمع في سنة سبع
وستين وستمائة قال أنا أبو الفتح علي بن أحمد بن محمد بن
بيان الرزاز قراءة عليه أنا أبو الحسن محمد بن محمد بن
مخلد البزاز أنا أبو علي إسماعيل بن محمد بن إسماعيل الصفار
ثنا الحسن بن عرفة بن يزيد العبدي حدثني أبو بكر بن عياش
عن أبي إسحاق السبيعي عن البراء بن عازب قال خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم وأصحابه فأحرمنا بالحج قال فلما قدمنا
مكة قال اجعلوا حجكم عمرة قال فقال الناس يا رسول الله

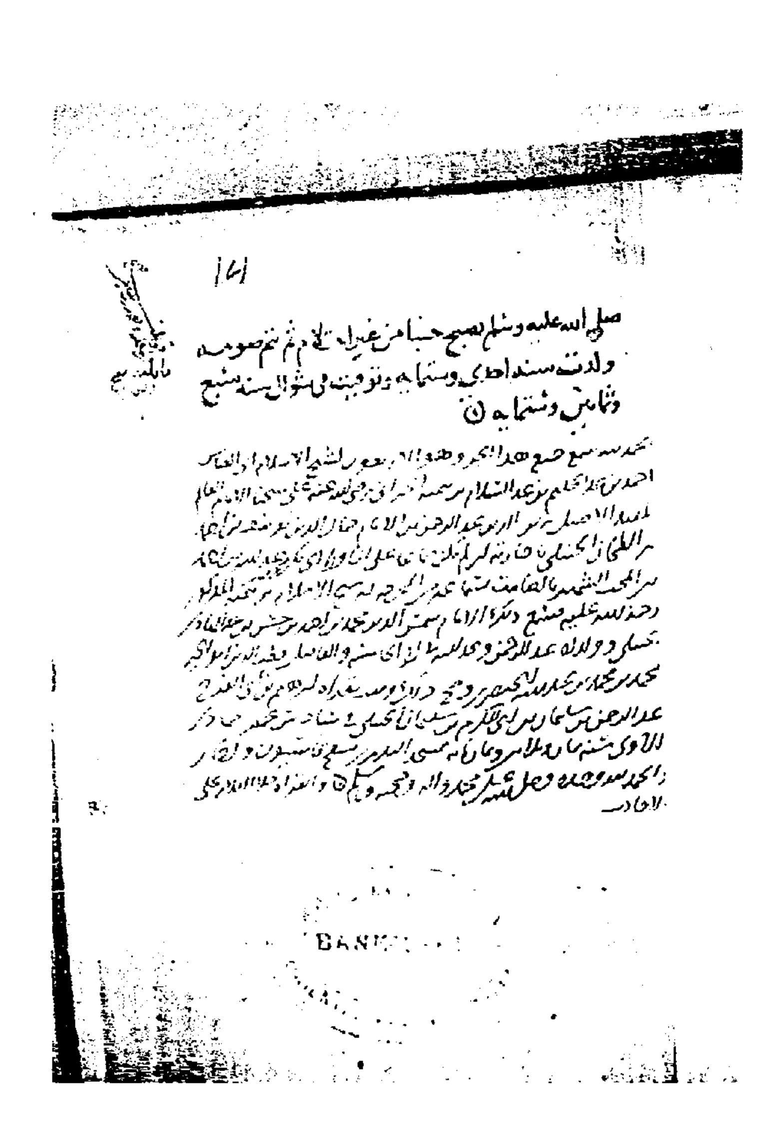
كتاب الاربعين کا پہلا صفحہ

[illegible] صلى
الله عليه وسلم انظروا الذي آمركم به فافعلوا [illegible]
فردوا عليه القول فغضب ثم انطلق [illegible]
[illegible] غضبان [illegible]
[illegible] اغضبه الله [illegible]
بالامر ولا اتبع [illegible] رواه النسائي وابن ماجه [illegible]
[illegible] مولده [illegible]
[illegible] يوم الاربعاء [illegible]
[illegible]
اخبرنا الشيخ المسند [illegible]
ابن عبد المنعم ابن الحسن بن شبل [illegible] قراءة عليه
وانا اسمع في يوم الجمعة [illegible] شعبان سنة [illegible]
[illegible] بجامع دمشق قال انا الحافظ ابو محمد القاسم
ابن الحافظ ابي القاسم علي بن الحسن بن هبة الله بن عساكر
قراءة عليه في ربيع الاخر سنة ست وتسعين وخمسمائة
انا ابو الفضائل ناصر بن محمود بن علي القرشي الصائغ وابو
القاسم نصر ابن احمد بن مقاتل السوسي قراءة عليهما قالا

کتاب الاربعین لابن تیمیہ (مخطوط) کا دوسرا صفحہ

البغدادي انا ابو غالب احمد بن الحسن بن احمد بن البنا انا
ابو محمد الحسن بن علي بن محمد الجوهري انا ابو بكر احمد بن جعفر
ابن حمدان بن مالك القطيعي قراءة عليه ثنا ابو مسلم ابرهيم
ابن عبد الله بن مسلم البصري ثنا سليمن بن حرب ثنا شعبة
عن عدي بن ثابت قال سمعت البرا قال لما مات ابرهيم
ابن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال رسول الله صلى الله
عليه وسلم له مرضع في الجنة رواه البخاري عن سليمن
ابن حرب ولدت سنة ثمان وتسعين وخمسمايه وتوفيت في
شوال سنة ثمان وثمانين وستمايه الحديث الاربعون
اخبرتنا الشيخة الصالحة ام محمد زينب بنت احمد بن عمر بن
كامل المقدسية قراءة عليها وانا اسمع سنة اربع وثمانين
وستمايه وابو عبد الله بن بدر وابو العباس بن شيبان
وابن العسقلاني قالوا انا ابن طبرزد انا ابن الصاوي
والقزاز [illegible] قالوا انا ابن المسلمة انا المخلص ثنا ابو
القسم عبد الله بن محمد ثنا الحسن بن اسرائيل النهرتيري ثنا
عيسى بن يونس عن اسامة بن زيد عن سليمان بن يسار عن
ام سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم انها قالت قال رسول الله

کتاب الاربعین کا آخری سے پہلا صفحہ



ولدت سنة احدى وستمايه وتوفيت في شوال سنة سبع وثمانين وستمايه

کتاب الاربعین کا آخری صفحہ

سمع هذا الجزء على المخرج له سيدنا الشيخ السيد الإمام العلامة
البارع الأوحد القدوة الحافظ الناقد بحر العلوم الكامل الراسخ الحبر
البحر تقي الدين شيخ مشايخ الإسلام واحد العلماء الأعلام إمام الطوائف
قدوة المستفيدين بحر العلوم آخر المجتهدين أبي العباس أحمد ابن الشيخ
الإمام العلامة شهاب الدين عبد الحليم ابن العلامة الأوحد المجتهد
مجد الدين شيخ الإسلام [illegible] عبد الله [illegible] رضي الله عنه [illegible]
[illegible] الشيخ الإمام العالم الحافظ [illegible] عبد الله
[illegible]

کتاب الاربعین کے سماعات

172

سمع هذا الجزء على من خرجه لشيخنا الإمام العالم الحبر البارع تقي الدين شيخ العلماء

جمال الإسلام ثقة المسندين أبي العباس أحمد ابن الإمام شهاب الدين عبد الحليم

ابن العلامة مجد الدين عبد السلام بن عبد الله بن تيمية الحراني نفع الله به [illegible]

[illegible] بقراءة الإمام المحدث البارع محب الدين أبي محمد عبد الله بن أحمد

ابن أبي العباس أحمد [illegible] المقدسي [illegible] زين الدين عبد الرحمن أخو

المسمع وولدا ابن عمه [illegible] بن عبد العزيز بن عبد السلام الحراني [illegible]

[illegible] عز الدين أبو محمد عبد العزيز بن عبد الرحيم بن عبد العزيز [illegible]

صاحب الحواشي الحنبلي صفوان بن عبد الله [illegible] والمحدث الفاضل جمال الدين

أبو محمد عبد الله بن محمد بن يعقوب [illegible] والقاضي تاج الدين محمد [illegible] قاضي القضاة

جمال الدين أبي عبد الله محمد [illegible] الزواوي وأبو بكر [illegible] فارس [illegible]

وعبد الله [illegible] أيوب بن يوسف المقدسي [illegible] الصارم محمد بن علي بن عمر الصالحي وعمر بن

عز الدين محمد ناصر الدين داود بن عمر المقدسي وبرهان الدين إبراهيم بن أحمد بن عمر المقدسي [illegible]

جمال الدين يوسف بن علي بن يوسف [illegible] وأبو عبد الله محمد [illegible] إبراهيم [illegible]

ابن [illegible] عثمان بن عبد الرحمن [illegible] وأبو بكر بن علي [illegible]

[illegible] الدمشقي [illegible] إبراهيم بن يوسف [illegible] إسماعيل [illegible]

وشمس الدين محمد [illegible] شهاب الدين [illegible] يوسف [illegible] بن عثمان

العراقي [illegible] أبي بكر عثمان [illegible] وعلي بن محمد بن يوسف [illegible] وكاتب

السماع محمد [illegible] وذلك [illegible] يوم الجمعة الرابع عشر من جمادى الآخرة

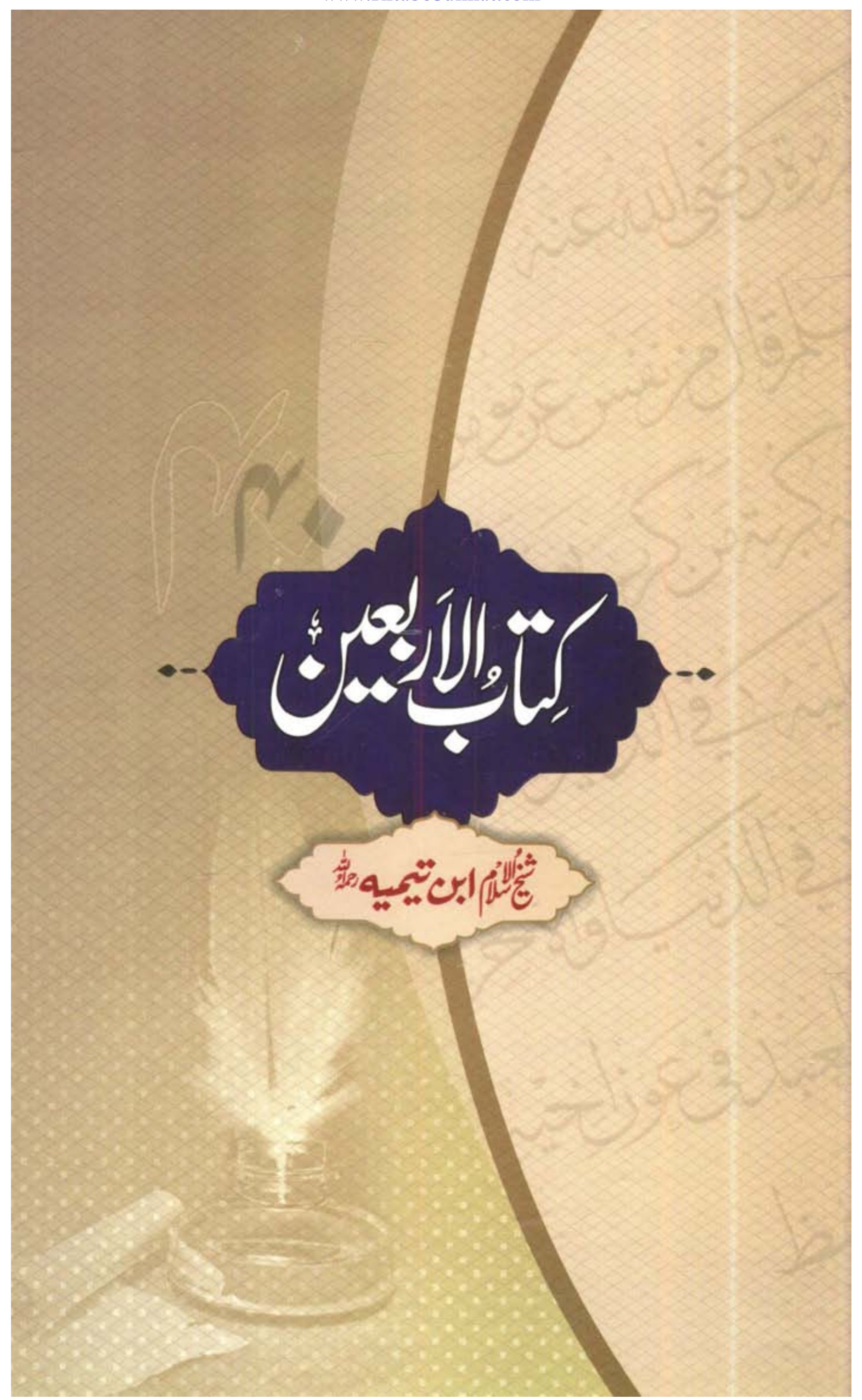
[illegible]

[illegible] والحمد لله [illegible] على السماع لذلك وصلواته [illegible]

کتاب الاربعین کے سماعات

کتاب الاربعین کے سماعات

ضروری یادداشت


کتاب الاربعین
شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ